آنکھیں اب رشکِ طور رکھتی ہیں یعنی کو منظور رکھتی ہیں

"نورِ سنت" ہے جن کی قسمت میں بدبختیں ان سے دور رکھتی ہیں

﴿ پاسبان مسلک اہل السنۃ والجماعۃ ﴾

دوماہی مجلّہ نورِ سنّت کراچی

جلد ۳ | کتابی سلسلہ | شمارہ ۱۳



مدیر
علامہ محمد معاویہ قادری صاحب

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ

﴿پاسبان مسلک اہل السنۃ والجماعۃ﴾

دوماہی مجلہ نورِ سنت کراچی

شمارہ نمبر ۱۳

بیاد
فاتح بریلویت حضرت اقدس مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

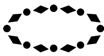
بدعا
امام اہلسنت حضرت اقدس مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

بطرز
حضرت مولانا قاری عبدالرشید دامت برکاتہم

نورِ سنت انٹرنیٹ پر پڑھیے:
www.nooresunnat.tk
قیمت فی شمارہ ------/30 روپے
سالانہ زرِ تعاون -----/200 روپے
تاریخ اشاعت: ۱۰ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ

ای میل ایڈریس:
nooresunnatkhi@gmail.com

ناشر
انجمن دعوۃ اھل السنۃ والجماعۃ






بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

قول قلندر

اداریہ

بسمہ تعالی

حکومت طالبان مذاکرات

حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کی بازگشت سنائی دے رہی۔خدا کرے کہ دونوں مخلص ہوں اور مذاکرات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔تاکہ دونوں طرف کی خونریزی ختم ہو اور امریکا اور اس کے حواری جو ان مذاکرات کی مخالفت میں آستین چڑھائے ہوئے سرگرداں ہیں خائب و خاسر ہوں۔جنگ جمل اور جنگ صفین برپا کرنے والے اور اسے بھڑکاوے دینے والے اور دونوں طرف کے مسلمانوں کو افہام و تفہیم کی طرف آنے سے روکنے والے اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں جانب کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالی اجمعین کو شہید کرنے والے قاتلوں کے وارث آج بھی اس مذاکرات کے خلاف کمربستہ ہیں۔

تازہ رپورٹ کے مطابق طالبان نے جنگ بندی کا اعلان کردیا ہے۔یقیناً طالبان شوری کی طرف سے یہ فیصلہ خوش آئیندہ ہے اور حکومت نے بھی بجائے ہٹ دکھانے انکے اس عمل کو خوش آئیندہ قرار دیا ہے۔ہم حکومتِ پاکستان کے اس خیر مقدم پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ پاکستانی اور مسلمانوں کا خون بہت بہہ چکا ہے بس اب مسلمانوں کے حال پر رحم کھانا چاہئے۔اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک کیلئے ہمارے ہی اکابر نے قربانیاں دی ،جیلیں کاٹیں ،انگریزوں سے جنگیں لڑیں ،تحریکیں چلائیں ،اور کل گذشتہ انگریز کی گود میں بیٹھ کر پاکستان کی مخالفت اور اس کے بنانے والوں اور آزادی کی تحاریک چلانے والوں پر کفر کے فتوے لگانے والے آج پھر متحرک ہیں اور اس ملک کو مزید جنگ و جدل کی طرف لے جاکر خاکم بدہن اس ملک کو تباہ و برباد کرنے کی آرزو دل میں لئے بیٹھے ہیں۔چنانچہ نام نہاد سنی تحریک ،سنی اتحاد کونسل اور وحدت المسلمین نے جو آج الکفر ملة واحدة کا عملی نمونہ پیش کررہے ہیں جنگ بندی کو

ڈرامہ قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کر دیا ہے کہ حکومت دھوکے میں نہ آئے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن تیز کرے۔(روزنامہ امت ۲/۳/۲۰۱۴) خدا جانتا ہے کہ ان ملک دشمنوں کو مسلمان کا خون بہتا کیوں اچھا لگ رہا ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ طالبان کے خلاف آپریشن کرنے سے پاکستانی فوج کا بھی نقصان ہے جس کا اثر پورے ملک پر پڑتا ہے۔

یہ وہی لوگ تو ہیں جو آج تک بھارت سے مذاکرات کرنے کا کہہ رہے ہیں حالانکہ ہمارا بھارت سے نہ مذہب ملتا ہے نہ ہی ملکی اتحاد، جبکہ طالبان تو ہمارے ہی ملک کے باسی ہیں اور اسلام کے دعویدار ہیں۔لیکن ان مذاکرات مخالفین کے بارے میں عسکری ماہرین نے بالکل درست کہا ہے کہ مذاکرات کی کامیابی ملک دشمنوں کو ہضم نہیں ہوگی ہم امریکی جنگ سے باہر آئیں گے تو طالبان گھر چلے جائیں گے۔ جنرل (ر) شاہد عزیز (امت)

واقعی یہ مخالف ملک دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو پہلے ان ملک دشمنوں سے نمٹنا چاہئے ۔کیونکہ یہ لوگ ان مذاکرات کو ناکام کرنے کیلئے اور دونوں فریقوں کو بدنام کرنے کیلئے دونوں جانب دہشت گرد کاروائیاں کریں گے۔جیسا ہم گذشتہ چند ماہ سے دیکھتے آرہے ہیں کہ جب مذاکرات کی طرف پیش رفت ہوتی ہے فوراً ہی کوئی دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوجاتا ہے اور پھر مذاکرات تعطل کا شکار ہوجاتے ہیں۔حکومت اور طالبان ان مذاکرات مخالف بیرونی لابی پر کڑی نگاہ رکھیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذاکرات کی کامیابی کی کوششیں کریں تاکہ یہ ملکِ خداداد پھر سے وہ بہار دیکھ سکے جسکے خواہاں پورے ملک کے بسنے والے ہیں۔ جو لوگ جنگ کے حامی ہیں انہیں چاہئے کہ افواج پاکستان سے قربانیاں مانگنے کے بجائے خود اور اپنی اولاد کے ساتھ بزعم خویش اس جہاد میں میں نکلے جبکہ بقول تمہارے طالبان ہیں بھی خارجی تو خارجیوں سے لڑنے کی تو خود حدیث میں فضیلت وارد ہے۔

رشتہ دیوار و در تیرا بھی ہے میرا بھی ہے ‏ مت گرا اسکو یہ گھر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
کیوں لڑیں ہم ایک ایک سنگِ میل پر ‏ اس میں نقصان سفر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
کل کھا گئی تھی جس کو سیاست کی صلیب ‏ اس میں ایک نورِ نظر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

مولوی منظور فیضی بریلوی کی گستاخانہ عبارات پر لاہور ہائیکورٹ کا تاریخ ساز فیصلہ

مناظر اسلام مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

قارئین کرام !ایک محاورہ زبانِ عام و خاص پر مشہور ہے کہ جھوٹ اتنا بولو کہ سچ معلوم ہونے لگے۔اگر اس کہاوت کی عملی شکل اور عملی نمونہ دیکھنا ہو تو اس دور میں ''رضاخانیت'' کا مطالعہ کریں۔جس نے ہر دور میں جھوٹ اور کذب بیانی کا سہارالیا۔علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند پر تہمتیں لگائیں اور اس جھوٹ کے اتنے گن گائے کہ کم عقل اور نابلد لوگوں کو پارسائی میں شک ہونے لگا۔لیکن اگر ان کے اپنے گھر کے تمام افراد کی جامہ تلاشی لیجائے تو ہر ایک ''لباس بشری'' میں گمراہ،مشرک و بدعتی گستاخ نظر آئے گا۔اس فرقہ کے بانی احمد رضا خان بریلوی ہی کو لے لیجئے کہ اگر اس کی دیگر گمراہ اور باطل عقائد سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کی ''حدائق بخشش'' حصہ سوم ہی کو دیکھ لیا جائے تو اس میں واضح طور پر ام المومنین اماں عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں نہایت سوقیانہ انداز اشعار کی صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔اور پھر جب اس پر علماء اہلسنت دیوبند کی طرف سے بمبئی اور متحدہ ہندوستان کے دیگر کئی شہروں میں احتجاج بلند ہوا تو اس کتاب کے مصنف کے بجائے مرتب کا توبہ نامہ شائع کرا کے خود کو پارسا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جس کی تردید میں راقم الحروف نے ''راہ سنت'' شمارہ ۶ میں ایک مضمون شائع کیا جو الحمدللہ اب تک لاجواب ہے۔بالآخر بریلوی مسلک کے ایک فرقہ نے ۹۔۹۔۲۰۱۰ کو وزیر اعظم، وزیر داخلہ سمیت ملک کے بڑے ذمہ داروں کو اپنے لیٹر ہیڈ پر درخواست بھیجی کہ راہ سنت کے شمارہ مذکورہ میں راقم الحروف نے (خاک بدہنش) ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں گستاخی کردی معاذ اللہ۔اس درخواست کا عکس مناظر اسلام حضرت مولانا رب نواز حنفی صاحب مدظلہ العالی کی کتاب ''فرقہ لاثانیہ کے عقائد و نظریات'' میں دیکھا جا سکتا ہے۔حالانکہ راقم الحروف تو اس سوقیانہ عبارت کا ناقل تھا اور نقل بھی تردیداً کی تھی،اگر کسی عبارت کو تردیداً نقل کرنا بھی گستاخی کے زمرے میں آتا ہے تو پھر وہ تمام بریلوی جو اپنے مخالفین کی مزعومہ گستاخیوں کو نقل کرتے ہیں گستاخ رسول،بے دین،شاتم اور کافر ٹھرتے ہیں۔لیکن لاثانی کی اس درخواست سے اتنی بات تو

سمجھ میں آجاتی ہے کہ وہ احمد رضا خان کے ان اشعار کو گستاخانہ وکفریہ مان چکے ہیں۔ گویا اپنے منہ خود پر گستاخی کا فتوی لگانا بھی بریلویت کا خاصہ ہے یہ تو ایک ادنی مثال ہے۔

عرصہ قریباً پچاس (۵۰) سال قبل بریلویت کے نام نہاد مولوی منظور احمد فیضی آف احمد پور شرقیہ پنجاب نے ایک کتاب بنام ''مقام رسول'' لکھی اس کتاب میں چند ایسی عبارات بھی رقم کی جو قابل گرفت تھیں مثلاً:

(۱)- آپ کو یہ بھی اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ عورت کی رضا سے نکاح کر لینا۔

(۲)- جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پہ لازم تھا کہ اس کو طلاق دے تا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس عورت سے نکاح کر سکیں۔

(۳) آپ کو یہ اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں بغیر اس کی اجازت و رضا اور بغیر اس کے وارث کی اجازت سے نکاح کر دیں۔

(مقام رسول۔ ج ۲، ص ۴۲۷، ۴۳۷ طبع اول مکتبہ محمدیہ فیض آباد اوچ شریف)

معاذ اللہ۔ چنانچہ اسی شہر احمد پور کے اہلسنت کے مایہ ناز عالم و مناظر قاطع بریلویت حضرت مولانا رمضان صاحب نعمانی مدظلہ العالی نے بذریعہ وکیل بعدالت ریاض الحسن ایڈیشنل سیشن جج بہاولپور مورخہ ۲۳/۷/۸۴ء کو درخواست دائر کی، مذکورہ کیس کا فیصلہ جو ۸،۹،۹۴ء کو سنایا گیا وہ چونکہ مجمل تھا لیکن اس میں ایک نوٹ اور پیرا گراف جو جج نے لکھا وہ یہ تھا:

''میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ عام عقل و فہم کے انسانوں کیلئے مندرجہ بالا عبارت بجائے راہنمائی یا عزت و توقیر کے دوسرے معنی نکالنے پر بھی منتج ہو سکتی ہے''

جج مذکور کے فیصلے کے مندرجہ بالا پیرا گراف سے یہ بات عام انسان کو بھی سمجھ آسکتی ہے کہ مذکورہ فیصلہ میں ''مقام رسول'' کی عبارت میں گستاخی کا پہلو بھی مانا گیا ہے، لیکن چونکہ یہ فیصلہ مجمل تھا اور بریلوی اپنی ناک بچانے کیلئے کوئی حیلہ بہانہ کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتے تھے تو حضرت مولانا رمضان نعمانی صاحب مدظلہ العالی نے نے بذریعہ وکیل لاہور ہائی کورٹ سے رجوع کیا لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بینچ نے قریباً پانچ (۵) سال کیس کی سماعت کے بعد جو فیصلہ سنایا وہ جنگ اخبار سے ذیل میں لکھا جا رہا ہے:

''عدالت عالیہ نے کتاب سے توہین رسالت کے حوالے سے الفاظ حذف کرانے کی یقین دہانی پر پٹیشن نمٹادی

بہاولپور(نمائندہ جنگ)لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بینچ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے پٹیشنر محمد امین کی طرف سے علامہ منظور احمد فیضی کی تحریر کردہ کتاب میں تحریر کردہ بعض الفاظ جن سے توہین رسالت کا پہلو نکلتا تھا نمٹادی اس مقدمہ میں عدالت عالیہ کی معاونت کیلئے نذیر احمد غازی ایڈوکیٹ کو طلب کیا گیا تھا جبکہ طارق جاوید چوہان نے پٹیشنر کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کی علامہ منظور احمد فیضی نے عدالت عالیہ کو یقین دلایا کہ وہ اپنی تصنیف سے وہ الفاظ حذف کر دیگا جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے یہ معاملہ نمٹنے پر دعا بھی کرائی''

(روزنامہ جنگ لاہور ج ۱۲ اش ۳۳ 14 نومبر 1999)

اس پورے کیس کی تفصیلی روئیداد، گستاخانہ عبارات کے رد میں علامہ نعمانی صاحب کا بیان، ان کی دائر کی گئی درخواست، مولوی منظور فیضی کی کمرہ عدالت میں تاریخی ذلت و رسوائی اور دیوبندی و بریلوی علماء کی طرف سے فیضی کی عبارات پر دیئے گئے کے فتوائے توہین و تکفیر ملاحظہ کرنے کیلئے حضرت مولانا رمضان صاحب نعمانی مدظلہ العالی کی کتاب ''**مقام مصطفیٰ ﷺ**'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جو عنقریب انشاءاللہ دوبارہ منظر عام پر آنے والی ہے۔

اس کتاب ''مقام رسول'' کی اشاعت کے پچاس ۵۰ سال بعد اور عدالت عالیہ کے فیصلہ کے چودہ ۱۴ سال بعد جب بریلویت نے دیکھا کہ قاطع منظور فیضی، حضرت علامہ رمضان نعمانی صاحب مدظلہ العالی صاحب فراش ہو چکے ہیں تو اچانک رضا خانیت کے باسی کڑے میں ابال آیا اور منظو فیضی کے جانشینوں نے اپنے چہرے سے گستاخی کے دھبے کو دھونے کی ناکام کوشش کی اور ایک اشتہار چھاپ دیا جس کا عنوان یہ ہے:

کتاب مقام رسول کے پچاس سال مکمل ہونے پر عظیم الشان گولڈن جوبلی کانفرنس

اور مذکوہ اشتہار میں منقص رسول ﷺ مولوی منظور فیضی جسے عدالت نے توہین رسالت ﷺ کا مرتکب قرار دیا اس کے نام کے ساتھ ''محافظ ناموس رسالت'' کا لقب دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ گستاخ رسول ﷺ کو کس طرح یہ کریڈٹ دیا جا رہا ہے اور جبہ و دستار کی آڑ لیکر کس طرح تاریخ کو مسخ کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اس مذکورہ اشتہار کے نیچے دیئے گئے رابطہ نمبر پر جب رابطہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مذکورہ نمبر مولوی منظور فیضی کے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین مفتی محمد محسن کا ہے

جب ان سے اس کیس کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے سب سے پہلے اپنی گفتگو کی ابتداء ان جملوں سے کی:

اس کی حقیقت ہے گستاخان رسول ......اس کی حقیقت ہے منافقین اسلام......اس کی حقیقت ہے نبی کے موذی ودشمن......اس کی حقیقت ہے ذوالخویصرہ کی اولاد......

اوراس سے بھی زیادہ سخت وسست کی گردان شروع کردی معلوم نہیں کہ یہ گالیاں انہوں نے اپنے والدکوعدالت عالیہ کے فیصلے کی روسے دیں یافون کرنے والےکوفون کرنے کے جرم میں......

جب صاحبزادہ صاحب کوفون کرنے کی کی وجہ بتائی گئی اورکیس کی طرف توجہ دلائی گئی کہ لاہور ہائی کورٹ نے جو یہ فیصلہ دیا تھااس کی کیا حقیقت ہےتو صاحبزادہ صاحب نےتسلیم کیا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہمارے خلاف سنایا گیا تھا اورکورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ ان عبارات میں گستاخی ہے۔کیونکہ فیصلہ دینے والے نام نہاد کلمہ پڑھنے والے تھے۔بہت خوب صاحبزادہ صاحب اگرکیس آپ کے حق میں آئے تو عین عشق رسالت ﷺ ومقام رسول اوراگرکیس آپ کے خلاف آئے تو نام نہاد کلمہ گو......یادرہے کہ صاحبزادہ صاحب کی گفتگو کی تمام ریکارڈنگ ہمارے پاس محفوظ ہے۔

کورٹ کے فیصلہ پرعمل کیا گیا

سیشن جج کے فیصلہ آنے کے بعداور لاہور ہائی کورٹ میں مولوی منظورفیضی کی یقین دہانی کے بعد اس عبارت کونکال دیا گیا چنانچہ مقام رسول طبع چہارم ۱۹۹۵ میں شائع ہوئی اس میں ان عبارات کو نکال دیا گیا اسی طرح مطبوعہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد ملتان جس کے متعلق خود مفتی محسن فیضی صاحب لکھتے ہیں:

> ’’مقام رسول ﷺ کے پانچ ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اوراس ایڈیشن کو جدید طرز پرعلامہ نذرمحمد قادری نے اپنے ناموراداے کتب خانہ حاجی نیازاحمد کی طرف سے شائع کرنے کااہتمام کیاہے دعاکریں اللہ تعالی اس کوشش کوقبول فرمائے‘‘(مقام رسول،ص:۳۶)

اس میں بھی یہ عبارات موجودنہیں۔جواس بات کا گستاخوں کے گھرسے ثبوت ہے کہ انہوں نے کورٹ کے فیصلہ کوتسلیم کرتے ہوئے ان عبارات کو گستاخانہ مان کران کونکال دیا۔الحمدللہ ہم اس عظیم فتح پرعلامہ رمضان نعمانی صاحب کومبارکباد پیش کرتے ہیں۔الحمدللہ علماء دیوبند کی جن عبارات پررضاخانیوں کواعتراض تھاوہ 1935 میں اسی بہاولپورعدالت میں مرزائیوں نے پیش کی

تھیں جن پر عدالت نے علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا، اسی طرح شرعی عدالت کے چیف جسٹس پیر کرم شاہ نے تحذیر الناس کی عبارات پر علماء دیوبند کے حق میں فیصلہ دیا مگر دوسری طرف رضاخانیوں کی گستاخانہ عبارات پر بھی کورٹ نے فیصلہ سنایا۔اس کے بعد بھی اگر رضاخانی علماء دیوبند کو معاذ اللہ گستاخ اور خود کو عاشق کہیں تو وہ نہ صرف ملک کی عدالتوں اور قوانین کا مذاق اڑا رہے ہیں بلکہ اپنی ڈھٹائی اور بے شرمی کا بھی ثبوت دے رہے ہیں۔جب تمہیں ملک کی عدالتوں کے فیصلے ہی منظور نہیں تو اس کے بعد کونسا غیر جانبدار پلیٹ فارم ہے جہاں ان مسائل کا تصفیہ کیا جاسکے؟

ہائی کورٹ کے فیصلہ پر مشتمل جنگ اخبار کا عکس



باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامے سے زیادہ

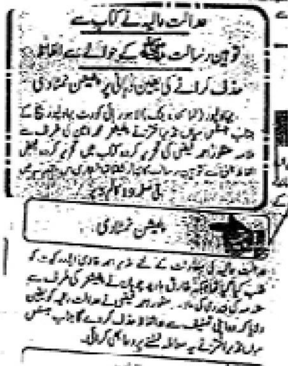
THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

بانی: میر خلیل الرحمٰن

SUNDAY, NOVEMBER 14, 1999

جلد 2



عدالت عالیہ نے کتاب سے توہین رسالت ﷺ کے حوالے سے الفاظ حذف کرانے کی یقین دہانی پر پٹیشن نمٹا دی

پٹیشن نمٹا دی

اذان میں نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے والی روایت کی فنی تحقیق

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

ہمارے معاشرے میں ایسی بہت سی حدیثیں زبان زد عام ہیں جن کا ثبوت موجود نہیں۔ چنانچہ محدثین کرام ان روایتوں کو صاف الفاظ میں بے اصل اور غیر ثابت شدہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی بھی کلام اور کلمات کو رسول اللہ ﷺ کی جانب ایک خاص اصل اور قاعدے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جسے ''اسناد'' کہتے ہیں اس اسناد میں موجود راویوں کے حالات، ان کے مابین اتصال اور انقطاع وغیرہ امور کو دیکھ کر حفاظ حدیث ہر حدیث کو اس کا فنی مقام دیتے ہیں، اس چھان بین میں بعض حدیثوں کو وہ بے اصل قرار دیتے ہیں لہذا ایسی حدیثوں کو بیان کرنا جائز نہیں۔ اسی سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب ایک روایت ہے جس میں اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا ذکر ہے۔ اس عنوان کے تحت ہم اس روایت کی تحقیق کریں گے۔

تحقیق کا خلاصہ

۱۔ روایت کے مصادر اصلیہ

۲۔ روایت کے متعلق آئمہ کے اقوال

۳۔ تحقیق کا خلاصہ

۴۔ فوائد شتیٰ

روایت کے مصادر اصلیہ

اس روایت کا مصدر اصلی حضرت ابو منصور شیرویہ بن شہردار الھمدانی الدیلمیؒ (المتوفی ۵۵۸) کی ''مسند الفردوس'' ہے۔ مگر مسند فی الحال راقم الحروف کو دستیاب نہیں۔ لہذا اب ہم اس روایت کے مصدر ثانی یعنی علامہ سخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۲ھ) کی

"المقاصد الحسنة" کی طرف مراجعت کریں گے۔علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ"(۱)میں مسند الفردوس کے حوالے سے حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی طرف منسوب یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"مسح العينين بباطن انملتی السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن:اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمد عبده و رسوله ،رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا و بمحمد نبيا

ذكره الديلمی فی الفردوس ،من حديث ابی بكر الصديق:انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا و قبل باطن انملتين السبابتين و مسح عينيه ،فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خليلی فقد حلت عليه شفاعتی ،ولا يصح"

ترجمہ:دیلمیؒ نے اپنی مسند میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ بے شک جب انہوں نے موذن سے ان کا قول اشهد ان محمدا ......الخ تو یہ دعا پڑھی (رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا و بمحمد نبيا)اورشہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی جانب سے چومے اور آنکھوں پر ملے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے دوست کی طرح کیا تو اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔
(علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ) یہ روایت "صحیح" نہیں

حضرت علامہ سخاویؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"و كذا ماأورده ابو العباس أحمد بن ابي بكر الرداد اليماني المتصوف فی كتاب الموجبات الرحمة و عزائم المغفرة بسند فيه مجاهيل مع انقطاعهٖ عن الخَضِر عليه السلام أنَّه من قال حين يسمع المؤذن يقولٍ أشهد أن محمدا رسول الله مرحباًبحبيبی و قرة عينی محمد بن عبدالله ﷺ ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما علی عينيه لم يرمد ابداً"

اور اسی طرح یہ روایت بھی ہے جو صوفی ابو العباس احمد بن ابی بکر یمانی نے کتاب موجبات الرحمة و عزائم المغفرة میں ایسی سند کے ساتھ بیان کیا جس میں مجہول راوی ہیں ساتھ ہی ساتھ وہ سند بھی منقطع بھی ہے حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو موذن کو أشهد أنَّ محمدا رسول اللّٰه کہتے وقت سنے اور یہ کہے مرحبا بحبیبی ......الخ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور دونوں آنکھوں پر رکھ دے اس کی آنکھیں کبھی خراب نہ ہوں گی۔

ان دونوں روایتوں کے بعد حافظ سخاویؒ بعض صوفیاء کے مجربات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولا يصح في المرفوع من كل هذا شيء

ان تمام حکایات میں سے کوئی بھی چیز مرفوع حدیث سے ثابت نہیں

امام سخاویؒ کے کلام کی تفصیل وتوضیح آگے آ رہی ہے۔

علامہ محمد بن طاہر فتنیؒ نے اسے "تذكرة الموضوعات"(۲) میں نقل کیا ہے۔

ملا علی قاریؒ نے اسے "المصنوع"(۳) اور "الاسرار المرفوعة"(۴) میں نقل کیا۔

روایت کے متعلق آئمہ حدیث کے اقوال

چونکہ مصدر اصلی میں یہ روایت ہمیں نہیں مل سکی اور جن حضرات نے اسے نقل کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سند کے نقل کیا ہے، اب ہم اس روایت کے متعلق آئمہ کے اقوال نقل کریں گے:

حافظ سخاوی رحمہ اللہ کا قول

حافظ سخاویؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "ولا يصح "(۵)۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"فيه مجاهيل مع انقطاعه"(٦)

اس کی سند منقطع ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں مجہول راوی بھی ہیں

اس کے بعد صوفیاء کی چند حکایات و مجربات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”ولا یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء“(۷)

ان تمام حکایات میں سے کوئی بھی چیز مرفوع حدیث سے ثابت نہیں

علامہ عجلونی رحمہ اللہ کا قول

حضرت علامہ عجلونیؒ (المتوفی ۱۱۶۲ھ) نے بھی اس روایت کو علامہ سخاویؒ کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد ان کی رائے ”ولا یصح“(۸) سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ محمد بن طاہر فتنی رحمہ اللہ کا قول

علامہ ابن طاہر فتنی ؒ (المتوفی ۹۸۶ھ) بھی اس روایت کے متعلق یہی فرماتے ہیں ”ولا یصح“(۹)۔

علامہ شوکانی کا قول

علامہ ابن طاہر پٹنیؒ کے اس قول کو علامہ شوکانیؒ (۱۲۵۰ھ) نے ”الفوائد المجموعة“ (۱۰) میں بھی نقل کیا ہے۔

محمد بن درویش محمد بن الحوت رحمہ اللہ کا قول

محمد بن درویش محمد بن الحوتؒ (المتوفی ۱۲۷۷ھ) نے بھی ”اسنی المطالب“ میں اس کے متعلق ”لا یصح“(۱۱) کہا۔

محمد بن خلیل الطرابلسیؒ کا قول

محمد بن خلیل الطرابلسیؒ (الموفی ۱۳۰۵ھ) ”الؤلؤ المرصوع“(۱۲) میں فرماتے ہیں:

”انکرہ السخاوي و قال کل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعه ألبته“

علامہ سخاویؒ نے اس حدیث کی صحت کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ اس باب میں جتنی بھی روایات نقل کی جاتی ہیں وہ یقینی طور پر درست نہیں۔

علامہ احمد بن عبدالکریم العامریؒ کا قول

علامہ احمد بن عبدالکریم العامریؒ نے ”الجد الحثیث“ میں (۱۳) نقل روایت کے بعد

فرماتے ہیں:

”لا اصل له فی المرفوع نعم یروی عن بعض السلف“

مرفوع طور پر اس روایت کی کوئی اصل نہیں، ہاں بعض سلف سے (ان کے مجربات کے طور پر) منقول ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا قول

ملا علی قاریؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) روایت صدیقؓ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”لایصح رفعه علی ما قال السخاوي“(۱۴)

یہ روایت مرفوعا صحیح نہیں جیسا کہ علامہ سخاوی نے فرمایا۔

نیز ”الاسرار المرفوعة“(۱۵)

میں ملا علی قاریؒ ان دونوں روایات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”و کل ما یروی فی هذا فلایصح رفعه ألبتة قلت اذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی و سنة خلفاء الراشدین“ **اس باب میں جو کچھ بھی منقول ہے قطعی بات ہے کہ وہ سب مرفوعا آپ ﷺ سے صحیح نہیں ہے میں (ملا علی قاریؒ) کہتا ہوں جب اس حدیث کا رفع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک صحیح ہوگیا تو حدیث** علیکم بسنیتی و سنة الخلفاء الراشدین **(تم پر میری اور میرے خلفائے راشدینؓ کی سنت لازم ہے) کی وجہ سے عمل کیلئے کافی ہوگیا۔**

اہم نکتہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ کو یہاں علامہ سخاویؒ کے قول کو سمجھنے میں اشتباہ ہوگیا ہے تفصیل اس کی آگے انشاءاللہ آرہی ہے، شیخ ابوغدہؒ نے حضرت ملا علی قاریؒ کی اس بات کا تعاقب کیا ہے:

حضرت ملا علی قاریؒ کے قول پر شیخ ابوغدہؒ کا تعاقب

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ ''المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع للعلامة علی القاری''(١٦) میں مذکورہ روایت کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

''و من العجب أنَّ المؤلف لمانقل فی الموضوعات الكبرى قولَ السخاوي و أورده الشيخ أحمد الرداد فی كتابه موجبات الرحمة بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام و كل ما يروى فی هذا فلا يصح رفعه ألبتة تعقبه بقوله وأذا ثبت رفعه ألى الصديق فيكفی العمل به لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين فكان تعقبه لا معنى له ألاالخطاء أذ لم يصح أسناده ألى أبی بكر''

عجیب بات یہ ہے کہ مولف نے (مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں)موضوعات کبری میں علامہ سخاویؒ کا قول نقل کیا (جس سے حدیث کا ثابت نہ ہونا معلوم ہوتا ہے)اورخود ہی اس قول (قول ذکر کرنے کے بعد)اپنا یہ قول (جب اس کا رفع حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک ثابت ہوجائے گا تو حدیث تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے کی وجہ سے عمل کیلئے کافی ہوگا)ذکرکیا ہے اس کا تو لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے اپنے بعد والے قول کے کوئی معنی نہیں ، یہ ان سے خطاء ہوگئی ہے اس لئے کہ اس حدیث کی سند حضرت ابوبکرالصدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک بھی ثابت نہیں۔

طحطاوی رحمہ اللہ کا قول

علامہ طحطاویؒ حاشية الطحطاوی (١٧) میں لکھتے ہیں:

''و بمثله يعمل فی فضائل الأعمال''

اس جیسی روایتوں پرفضائل اعمال میں عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ کے قول کی توضیح

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

و بمثله يعمل فی فضائل الاعمال

لیکن علامہ طحطاوی یہ بات اس تناظر میں کہہ رہے ہیں کہ یہ روایت "مسند الفردوس" میں موجود ہے اور یہ روایت جب آپ ﷺ سے ثابت ہے تو خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو فضائل الاعمال میں اس کو قبول کیا جائے گا (۱) اور ہماری آگے آنے والی بحث کا خلاصہ ہی یہی نکلتا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں آپ ﷺ سے ثابت ہی نہیں اس لئے اسے فضیلت عمل کے طور پر بھی قبول کرنا درست نہیں۔

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اکثر ائمہ نے اس روایت کے متعلق اپنی رائے "لا یصح" کہہ کر واضح کی۔ اب یہاں اس مقام پر اس بات کی وضاحت درکار ہے کہ محدثین کا اس "لا یصح" سے آخر مراد کیا ہے؟ آنے والی تفصیل سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہاں محدثین کا لا یصح سے مراد لا یثبت ہے یعنی یہ روایت ثابت نہیں۔ چنانچہ اب ہم آگے اسی کے متعلق ایک بحث نقل کریں گے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا صنیع

علامہ سخاویؒ کے کلام پر غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں بعض دیگر مواقع کی طرح

---

(۱) چنانچہ علامہ طحطاوی کی پوری عبارت اس طرح ہے:

"وذكر الديلمى فى الفردوس من حديث ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه مرفوعا من مسح العينين بباطن انملة السبابتين بعد تقبيلهما عند قول الموذن اشهد ان محمدا رسول الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا حلت له شفاعتى وكذا روى عن الخضر عليه السلام و بمثله يعمل فى فضائل الاعمال" (حاشیۃ مراقی الفلاح علی نور الایضاح ص ۱۳۸ المکتبۃ الکبری الامیریہ ببولاق، مصر)

معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی اس روایت کو مسند الفردوس میں آپ ﷺ سے ثابت مانتے ہوئے اس کے بارے میں اپنی رائے نقل کر رہے ہیں۔

"لا یصح"، "لا یثبت" کے معنی میں لے رہے ہیں (۲) اس کی دلیل یہ ہے کہ علامہ سخاوی پہلے مسند الفردوس کی روایت نقل کرنے کے بعد "لا یصح" اس روایت کے متعلق نقل کرتے ہیں اس کے بعد وہ ایک اور روایت حضرت خضر علیہ السلام کی طرف منسوب نقل کرتے ہیں جس کے متعلق وہ خود فرماتے ہیں:

و كذاما أورده أبو العباس أحمد بن ابي بكر الرداد اليماني المتصوف فى كتابه موجبات الرحمة و عزائم المغفرة بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام ......الخ (۱۸)

یعنی اس کی سند میں مجہول راوی ہیں اور سند بھی منقطع ہے۔

اس کے بعد فقیہ محمد بن البابا کے حوالے سے ایک حکایت نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:

"بسند فيه من لم أعرفه" (۱۹)۔

یعنی اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔

اس کے بعد شمس محمد بن صالح المدنی کے حوالے فقیہ محمد زرندی، فقیہ محمد بن سعید الخولانی، طاوسی سے ان کے بعض مجربات نقل کرتے ہیں کہ اگر اذان کے وقت یہ عمل کیا جائے تو اس سے آنکھیں خراب نہیں ہوتیں (۲۰)۔

ان تمام حکایتوں کو نقل فرمانے کے بعد ایک دفع پھر وہ یہ نقل کرتے ہیں:

"ولا يصح فى المرفوع من كل هذا شىء" (۲۱)

---

(۲)۔علامہ سخاویؒ "لا یصح" سے "لا یثبت" مراد لیتے رہتے ہیں۔چنانچہ ایک روایت:

"أنّ لا براهيم الخليل ولا بي بكر الصديق لحية فى الجنة"

کے متعلق فرماتے ہیں: "لم يصح أنّ للخليل ولا للصديق لحية فى الجنة لا أعرف ذالك فى شىء من كتب الحديث المشهورة والاجزاء المنثوره

اور پھر آگے اس سے ملتی جلتی روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولا أعلم شياً من ذالك ثابتاً (۲)

علامہ سخاوی خود تصریح کررہے ہیں کہ کتب حدیث میں اس قسم کی کوئی روایت مجھے نہیں ملی، اور نہ ان میں سے کسی حدیث کا ثابت ہونا میرے علم میں ہے، تو واضح ہوا کہ علامہ سخاویؒ کا یہاں "لم یصح" سے مراد "لم یثبت" ہے۔

ان تمام حکایات میں سے کوئی بھی چیز مرفوع حدیث سے ثابت نہیں

امام سخاوی رحمہ اللہ کے اس کلام کی وضاحت

امام سخاویؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت دو طرح سے نقل کی ہے ''مرفوعا'' اور'' مجربات صوفیاء'' البتہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس باب میں آپ ﷺ سے کوئی بھی چیز اسنادی حیثیت سے ثابت نہیں ہے اگرچہ بعض حضرات صوفیاء نے اسے اپنایا ہے اور مختلف حوائج میں مجرب پایا ہے۔اس تفصیل سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ حافظ سخاویؒ کا کلام "لا یصح" ،"لا یثبت" کے معنی میں ہے۔

امام سخاویؒ کے کلام "لا یصح" کے بمعنی'' لم یثبت '' ہونے پر ایک شاہد یہ بھی ہے کہ علامہ احمد بن عبدالکریم العامریؒ نے "الجد الحثیث"(۲۲) نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

لا اصل له فی المرفوع نعم یروی عن بعض السلف

مرفوع طور پر اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہاں بعض سلف سے (ان کے مجربات کے طور پر) منقول ہے

حاصل یہ رہا کہ یہ روایت امام سخاویؒ کے اور دیگر ائمہ کے کلام کے مطابق آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اسے آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں، ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی جانب انتساب صرف اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ روایت کسی معتبر سند سے ثابت ہو بصورت دیگر انتساب بالرسول ﷺ جائز نہیں۔چنانچہ شیخ عبد الفتاح ابو غدۃؒ "ألمصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع للعلامة علی القاری"(۲۳) کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"وأذا كان الحديث لا أسناد له فلا قيمةَ ولا يلتفت اليه أذا لاعتماد فى نقل كلام سيدنا رسول الله ﷺ ألينا أنما هو على الاسناد الصحيح الثابت أو ما يقع موقعه وما ليس كذالك فلا قيمة له"۔

اور جب حدیث کی سند ہی نہ ہو تو وہ بے قیمت اور غیر قابل التفات ہے،
کیونکہ ہماری جانب ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ کے کلام کو نقل کرنے میں
اعتماد صرف اسی سند پر ہو سکتا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہو یا جو اس کے قائم
مقام ہو اور جو حدیث ایسی نہ ہو تو وہ بے قیمت ہے۔

ایک اہم فائدہ

سابقہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام سخاوی کے کلام "ولا یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء" میں لفظِ مرفوع، مجربات صوفیاء کے مقابلے میں ہے یعنی یہ روایت مرفوعا ثابت نہیں مجربات صوفیاء میں ثابت ہے، یہ نہیں کہ لفظ مرفوع موقوف کے مقابلے میں ہو اور سمجھا جائے کہ مرفوعا ثابت نہیں ہے موقوفا ثابت ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے" لم یصح" کے مقابلے میں اخذ کیا ہے کہ رفع کی نفی سے روایت کے موقوف ہونے کی نفی نہیں ہو رہی، بلکہ خود ملا علی قاریؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ" لم یصح لم یثبت" کے معنی میں ہوتا ہے (اگرچہ اس موقع پر آپ اس بات کے قائل نہیں) چنانچہ ایک مقام پر خود ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں

"لایقال انّه موضوع غایته أنّه ضعیف مع أنّ قولَ السخاوی لا یصح لا ینافی الضعیف والحسن ألا أن یرید به أنه لا یثبت و کان المَنُوفِی فهِم هذا المعنی حتی قال فی مختصرِہ أنه باطل لاأصلَ له"(٢٤)

یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے زیادہ سے زیادہ ضعیف کہہ سکتے ہیں کہ علامہ سخاوی کا "لا یصح" کہنا ضعیف اور حسن کی نفی نہیں کرتا الا یہ کہ "لایصح" سے مراد" لا یثبت" لیا جائے گویا کہ منوفی اس بات کو سمجھتے تھے تبھی اس روایت کے بارے میں اپنی کتاب مختصر میں باطل اور لا اصل لہ کہا۔

بہرحال ملا علی قاری رحمہ اللہ کو یہاں علامہ سخاوی کا قول سمجھنے میں اشتباہ ہوا ہے کیونکہ اس روایت کو موقوفا تسلیم کرنا تو اس وقت درست ہوتا جب علامہ سخاوی رحمہ اللہ لا یصح کا قول

موقوف کے مقابلے میں ذکر کرتے حالانکہ درحقیقت حافظ سخاوی یہاں یہ بات صوفیاء کے مجربات کے ذیل میں اوران کے مقابلے میں ذکر کررہے ہیں (جس کی تفصیل گذرچکی ہے)۔شیخ ابوغدہ صاحبؒ نے بھی ایک دوسرے انداز سے ملاعلی قاری رحمہ اللہ کے اس قول کاتعاقب کیاہے۔جس کی تفصیل پہلے گزرچکی ہے۔

ایک اورتوجیہ

اب تک کی بحث تواس تناظر میں تھی کہ مذکورہ روایت میں محدثین کےقول ”لا یصح“ سے مراد ”لم یثبت“ لیاجائے،البتہ لایصح کی ایک اورتوجیہ بھی علماء نےنقل کی ہےجس کوذیل میں نقل کیاجارہاہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدة رحمۃ اللہ علیہ کالا یصح کے متعلق کلام

شیخ ابوغدہ ”المصنوع“(۳)کےمقدمے میں اس اصطلاح کے بارے میں فرماتے ہیں :

”قولهم فى الحديث: لايصح ،لا يثبت ،لم يصح، ليس بصحيح ،ليس بشىء ،غير ثابت ،لا يثبت فيه شيئاو نحو هذه التعابير أذا قالوه فى كتب الضعفاء أو الموضوعات فالمراد به أنّ الحديث المذكور موضوع لا يتصف بشىء من الصحة وأذاقالوه فى كتب أحاديث الأحكام فالمرادبه نفي الصحة الاصطلاحية ،قال شيخنا الامام الكوثري رحمه الله تعالى فى مقدمته لكتاب ”انتقاد المغنى عن الحفظ والكتاب“ص ۱۱ :تنبيه:ألمسند الاوحد ابن همات الدمشقى فى ”ألتنكيت والافادة فى تخريج أحاديث خاتمة (سفر السعادة): أعلم أنّ البخاري و كل من صنف فى الاحكام يريد بقوله (لم يصح)ألصحة الاصطلاحية و من صنف فى الموضوعات والضعفاء يريدبقوله (لم يصح)أو (لم يثبت)المعنى الاعم ولا يلزم من الأول نفى الحسن أوالضعف ويلزم من الثاني البطلان۔ و قال شيخنا الكوثري أيضا فى

مقدمة الكتاب المذكور فى ص۹: تعليقا على صنيع العقيلى فى جرحه كثيرا من رجال (الصحيحين)في كتابه المسمى (الضعفا): وحيث كان كتابه فى الضعفا يتبادر من قوله فى الحديث (لايصح) أو (لا يثبت) كونه مكذوبا كما قال المسند الاوحد ابن همات الدمشقى وقال شيخنا الكوثرى ايضا في كتابه (المقالات الكوثرى) ص۳۹: أن قول النقاد فى الحديث انه لا يصح بمعنى أنّه باطل فى كتب الضعفاء والمتروكين لابمعنى أنّه حسن و أن لم يكن صحيحا كما نص على ذالك أهل الشان بخلاف كتب الأحكام كما أوضحت ذالك في مقدمة انتقاد المغنى"۔

ترجمہ: ائمہ کا کسی حدیث کے بارے میں 'لا يصح ،لا يثبت ،لم يصح، ليس بصحيح ،ليس بشيء ،غير ثابت ،لا يثبت فيه شيء "مذکورہ تعبیرات اور اس قسم کی دیگر تعبیرات حضرات محدثین جب ضعیف اور موضوع احادیث کی کتب میں ذکر فرماتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث موضوع ہے اور اس میں صحت کی کوئی گنجائش نہیں اور مذکورہ تعبیرات محدثین حضرات جب احادیث احکام کی کتب میں ذکر فرماتے ہیں تو اس سے اصطلاحی صحیح کی نفی مراد ہوتی ہے۔

شیخ امام کوثریؒ اپنی کتاب "انتقاد المغنى عن الحفظ والكتاب" کے مقدمہ (ص۱۱) میں ایک تنبیہ بیان فرماتے ہیں کہ: ابن ہمات الدمشقیؒ "التنيكت والافاده " میں فرمایا ہے کہ''امام بخاریؒ اور احادیث احکام کے تمام مصنفین جب لم يصح فرماتے ہیں تو اس سے ''اصطلاحی صحیح'' کی نفی مراد ہوتی ہے۔ اور موضوعات اور ضعفاء کتب کے مصنفین جب لم يصح اور لم يثبت کہتے ہیں تو اس کے معنی میں عموم پایا جاتا ہے پہلے حضرات کے قول سے حسن یا ضعیف کی نفی لازم نہیں آتی جبکہ دوسرے حضرات کے قول سے باطل ہونا لازم آتا ہے۔

شیخ کوثریؒ نے مذکورہ کتاب کے مقدمے ص ۹ میں علامہ عقیلیؒ کے طرز پر یہ بھی فرمایا ہے(علامہ عقیلیؒ اپنی کتاب الضعفاء میں صحیحین (بخاری و مسلم) کے رجال پر کثرت سے جرح کرتے نظر آتے ہیں)علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ علامہ عقیلیؒ اپنی کتاب الضعفاء میں جہاں بھی کسی حدیث کے بارے میں"لا یصح " یا"لا یثبت" کہتے ہیں تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے جیسا کہ ابن ہمات دمشقی کا قول ہے اور اسی طرح شیخ کوثریؒ نے مقالات کوثری ص ۳۹ میں بھی یہ فرمایا ہے کہ ضعیف اور متروک احادیث کی کتب میں جب ناقدین کسی حدیث کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ "لا یصح "تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے "انہ باطل " (یہ حدیث باطل ہے) یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حدیث حسن ہے اگر چہ فی نفسہ صحیح نہ ہو برخلاف کتب احادیث احکام کے اور اس میں اصطلاحی صحیح کی نفی ہوتی اور اس کی وضاحت میں نے انتقاد المغنی کے مقدمے میں کر دیا" (مقالات کوثری ص ۳۹)۔

اس کے بعد شیخ ابو غدہ نے اس پر بڑا تفصیلی کلام کیا اور اپنے اس موقف پر دلائل بھی دیئے۔

خلاصہ

اس تمام تر تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ کتب احکام میں اگر چہ لا یصح صحت اصطلاحی کی نفی کیلئے بھی آتا ہے اور اس وقت اس سے حسن یا ضعیف کی نفی مراد لینا درست نہیں مگر کتب الضعفاء والمتروکین میں جب کسی روایت کے متعلق لا یصح یا لم یصح بولا جائے تو اس سے اس روایت کا موضوع ہونا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ سخاویؒ بھی لا یصح سے موضوع مراد لیتے ہیں (۲۶)

خلاصہ تحقیق

تحقیق کا حاصل یہ رہا کہ علامہ سخاویؒ اور ان کی اتباع نے (علامہ عجلونیؒ، محمد بن درویش الحوتؒ ،علامہ عامریؒ، محمد الامیر المالکیؒ علامہ شوکانیؒ علامہ طرابلسیؒ) ان تمام علماء وضاحت کردی ہے کہ یہ روایت آپ ﷺ سے ثابت نہیں ،اور علامہ عامریؒ نے اسے "بے اصل" نیز شیخ ابو غدہ

ؒ نے صریح لفظوں میں ''من گھڑت'' کہا ہے اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح یہ مضمون صحابہؓ میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے (اس کی تفصیل گزر چکی ہے) اس لئے صحابہؓ کی جانب انتساب بھی بے دلیل ہے، درست نہیں۔

فائدہ نمبر ۱

برصغیر میں بدعتی فرقے کے بانی اور موسس نواب احمد رضا خان صاحب بریلوی ان روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

> ''اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک ﷺ انگوٹھوں کے ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ...... ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل ابہامین وارد''۔
>
> (ابر المقال۔ ص:۱۶۔ برکاتی پبلی شرز کراچی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب اگرچہ ان روایات کو موضوع تو نہیں مانتے مگر ''ضعف شدید'' کے وہ بھی قائل ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ان روایات کیلئے ''ضعیفہ مجروحہ'' کی اصطلاح نقل فرمارہے ہیں، اور ضعیف احادیث پر عمل کرنے کیلئے پہلی متفق علیہ شرط یہ ہے کہ وہ ''ضعف شدید'' سے خارج ہو (القول البدیع: ص ۴۹۶۔ دار الیسر المدینۃ المنورۃ)

فائدہ نمبر ۲

نواب صاحب بھی اس عمل کو ''سنیت'' کے بجائے ''مشائخ کے مجربات'' کے طور پر کرنے کے قائل ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''پس حق اس میں اس قدر ہے کہ جو کوئی بہ امید زیارت روشنائی بصر مثلاً از قبیل اعمال مشائخ جان کر بتوقع فضل ان کتب پر لحاظ اور ترغیب وارد پر نظر رکھ کر بے اعتقاد سنیت فعل و صحت حدیث و شناعت ترک اسے عمل میں لائے اس پر بنظر اپنے نفس فعل و اعتقاد کے بغیر کچھ مواخذہ بھی نہیں''۔

(ابر المقال۔ ص:۱۷)

یہ وہی بات ہے جو ہم نے ماقبل اپنی تحقیق میں نقل کی کہ ان روایات کا نبی کریم ﷺ اور صحابہ

کرام سے تو کوئی ثبوت نہیں ہاں بعض مشائخ سے ان کے مجربات کے طور پر منقول ہے۔

فائدہ نمبر۳

حافظ سخاویؒ نے حضرت خضر علیہ السلام والی روایت صوفی ابوبکر الردادالیمانی کی سند سے ان کی کتاب موجبات الرحمۃ سے نقل کی۔ان صاحب کے متعلق علامہ زِرکلیؒ فرماتے ہیں:

قال سخاوی غلب علیه المیل الی تصوف الفلاسفة فافسد عقائد اهل زبید الا من شاء الله ،له کتب ،منها موجبات الرحمة فی الحدیث غریب فی بابه

(الاعلام ۔ ج۱۔ص:۱۰۴۔دارالعلم للملایین بیروت)

سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ فلسفیانہ تصوف کی طرف مائل ہو گئے تھے پس اہل زبید کے اکثر لوگوں کے عقائد کو ان صاحب نے خراب کیا،ان کی بہت سی کتب ہیں جن میں سے ایک موجبات الرحمۃ بھی ہے حدیث کے موضوع پر اپنے فن میں ایک عجیب کتاب ہے۔

خود علامہ سخاویؒ نے انکو بدعتی کہا اور لکھا ہے کہ یہ بدعات کے داعی تھے اور اہل زبید کے اکثر لوگوں کے عقائد اس شخص نے خراب کئے (الضوء اللامع ج۱ ص ۲۶۱)

شمس بن محمد بن الیمانی کے حوالے سے حافظ صاحب نے جو مجربات نقل کیئے تو ان صاحب کا تذکرہ مجھے نہیں ملا سکا اگر کسی صاحب کو ان کا ترجمہ معلوم ہو تو مطلع فرما دیں۔جزاکم اللہ

فائدہ نمبر۴

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ احکام الاحکام میں فرماتے ہیں:

”و ان کا ن ضعیفا لا یدخل فی حیز الموضوع فان احدث شعارا فی الدین منع منه و ان لم یحدث فهو محل نظر “

(احکام الاحکام ۔ص:۲۰۲۔ مکتبة السنه قاهره)

یعنی اگر ضعیف حدیث ہو بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو تو اس پر عمل جائز ہے لیکن اگر اس سے دین کے اندر کوئی شعار قائم اور پیدا ہوتا ہو تو اس سے بھی منع کیا جائے گا ورنہ اس پر غور کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر چہ ضعیف حدیث پر عمل کی گنجائش تو ہے مگر ضعیف حدیث پر بھی ایک صورت میں عمل کرنے سے منع کر دیا جائے گا جب اسے اہل بدعت اپنا شعار بنالیں۔ اور انگوٹھے چومنے کے عمل کو آج کے اہل بدعت نے نہ صرف اپنا شعار بنایا ہوا ہے بلکہ کفر وایمان کے رمیان حد فاصل قرار دیا ہوا ہے مطالبہ پر انشاء اللہ اس پر بھی دلائل دیے جائیں گے لہذا اس اصول کے تحت بالفرض اگر یہ روایت آج کسی طور ضعیف بھی ثابت ہو جائے تب بھی اس روایت کو ترک کیا جائے گا۔

فائدہ نمبر ۵

حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری الشافعی المعروف بابن سنی (المتوفی ۳۶۴ھ) نے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

"حدثنی احمد بن الحسین بن ادیبویه الاصبهانی ،حدثنا محمد بن عوف ، انا عصام بن خالد الحضرمی ،ثنا عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان،عن عطاء بن قرة عن عبدالله بن ضمرة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال كان مع رسول الله ﷺ رجلان احدهما لا یری ولا یری له کثیر عمل فمات فقال النبی ﷺ اعلمتم ان الله قد ادخل فلانا الجنة؟ قال فعجب القوم لانه كان لا یکاد یری فقام بعضهم الی اهله فسال امراته عن عمله؟ فقالت ما كان له کثیر عمل الا ما قد رایتم غیر انه كانت فیه خصلة كان لا یسمع الموذن فی لیل ولا نهار ولا علی ای حال كان یقول اذا قال المنادی اشهد ان لا اله الا الله الا قال مثل قوله اقر بها و اکفر من ابی و اذا قال اشهد ان محمدا رسول الله قال اقر بها و اکفر من ابی قال الرجل بهذا دخل الجنة"۔
(عمل الیوم واللیلة ۔ص:۹۲۔رقم ۱۰۱۔مطبوعة مکتبة الشیخ بهادر آبادی کراتشی)

یعنی ایک شخص جو بظاہر کثیر العمل نہ تھا جب اس کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں

کو اللہ تعالی نے جنت میں داخل کر دیا صحابہ کرامؓ کو اس پر بڑا تعجب ہوا کہ چنانچہ بعض لوگ ان کی اہلیہ کے پاس گئے اور اس سے اس کے عمل کے متعلق سوال کیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس کے کوئی زیادہ نیک اعمال نہ تھے البتہ اس میں ایک خوبی تھی کہ جب بھی موذن کی زبان سے یہ کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سنتا تو جواب میں اقر بھا و اکفر من ابی کہتا کہنے والے نے کہا کہ اسی عمل کی وجہ سے جنت میں مقام ملا۔

یہ روایت ماقبل کی تمام روایات سے بالکل مختلف اور متعارض ہے ابن ادیبویہ کے بعد کے اس کے تمام راوی بھی ثقہ ہیں نہ معلوم رضا خانی حضرات اس روایت پر عمل کرنے کی اتنی شدومد کے ساتھ دعوت کیوں نہیں دیتے جتنی پہلی بلاسند روایت کے متعلق دیتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۶

ہمارے ہاں اس روایت کو انگوٹھے چومنے والی حدیث کہا جاتا ہے اور ہم نے بھی اسی عرف کی وجہ سے اسے یہی نام دیا مگر آپ نے ماقبل میں ملاحظہ فرمالیا کہ روایت میں انگوٹھوں کا ذکر کہیں بھی موجود نہیں۔ نیز حضرت خضر علیہ السلام کی طرف منسوب جس روایت کا ذکر ہوا اس میں اگرچہ انگوٹھے چومنے کا ذکر تو ہے مگر چومتے وقت جو دعا بتائی گئی وہ حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب روایت میں موجود دعا سے بالکل مختلف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی سعید اللہ خان قادری کا تسامح

بریلوی علامہ سعید اللہ خان قادری صاحب لکھتے ہیں:

> ”لیکن دشمنان دین جس طرح ان کی عادت ہے کہ جہاں بھی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شان بیان ہو تو یہ دشمن اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں انہوں نے مسند الفردوس سے اس حدیث مبارکہ کو نکال لیا ہے آج کل بازار میں جو مسند فردوس موجود ہیں اس میں یہ حدیث مبارکہ نہیں ہیں“۔
>
> (انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت۔ص:۹۲ مکتبہ میاں گل جان کراچی)

یہ الزام علامہ صاحب کا تسامح اور عدم توجہ کا شاخسانہ ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ابوشجاع

شیرویہ بن شہر داد بن شیرویہ بن فنّا خُسر والدیلمی الھمد انی (المتوفی ۵۰۹ھ) نے "مسند الشھاب" کو سامنے رکھ کر بلاسند "الفردوس بماثور الخطاب" کے نام سے ایک مجموعہ ترتیب دیا تھا۔ بعد میں ان کے بیٹے ابو منصور شہردار بن شیرویہ الشافعی (المتوفی ۵۵۸ھ) نے اپنے والد کے جمع کردہ احادیث کے مجموعہ میں موجود تمام روایتوں کی سند جمع کی اور سند کے ساتھ ایک مجموعہ ترتیب دیا جسے "مسند الفردوس" کا نام دیا گیا گویا باپ کا مجموعہ غیر مسند ہے اور بیٹے کا مجموعہ مسند ہے۔ اس تفصیل کے بعد اب سمجھئے مارکیٹ میں اس وقت جو نسخہ دستیاب ہے اور جو مطبوعہ ہے وہ "الفردوس بماثور الخطاب" ہے یعنی والد ابوشجاع کی تصنیف بیٹے ابومنصور کی "مسند الفردوس" ابھی تک شایع ہی نہیں ہوئی مولوی سعید اللہ خان صاحب الفردوس کو مسند الفردوس سمجھ رہے ہیں جو ان کا تسامح ہے۔ بجائے یہ کہ اپنی اس غلطی کا تدارک کریں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے وہابی بیچاروں کو کوسنا شروع کر دیا جو تعصب کی بدترین مثال ہے جسے یہ بریلوی معاذ اللہ دشمنان اسلام کہہ رہے ہیں یہ ان ہی حضرات کی کوششیں ہی تو ہیں کہ آج نبی کریم ﷺ کے فضائل و سیرت پر متقدمین و متاخرین کی جتنی عربی کتب ہیں وہ آپ کے سامنے مطبوعہ صورت میں موجود ہیں ان کو اگر نبی کریم ﷺ کی شان سے کوئی بغض ہوتا تو المقاصدالحسنة سے بھی اس روایت کو نکالتے جو اس وقت پوری دنیا میں اس روایت کا واحد مطبوعہ ماخذ اول ہے۔ اس بات کو راقم الحروف نے اس لئے یہاں ذکر کر دیا کہ ایک تو ان کا تعصب ظاہر ہو جائے دوسرا اس وجہ سے کہ اگر یہ تسامح کسی دیوبندی عالم سے سرزد ہو جاتا تو رضاخانیت آسمان سر پر اٹھا لیتی کہ جاہل ہیں انہیں کسی چیز کا علم نہیں۔

کتاب الفردوس مطبوعہ دارالکتب العلمیہ اس وقت راقم الحروف کے سامنے ہے اس میں یہ روایت موجود نہیں اس کا ایک نسخہ مکة المکرّمة سے بھی شایع ہوا ہے جو دارالعلوم کراچی کی لائبریری میں موجود ہے اس میں بھی یہ روایت موجود نہیں۔ مسند الشھاب بھی محدث عبداللہ الغماری رحمہ اللہ کی تحقیق اور کوششوں سے مصر سے ۴ جلدوں میں شایع ہوگئی ہے راقم

الحروف نے اس میں بھی اس روایت کو تلاش کیا مگر دستیاب نہیں ہو سکی۔ واللہ اعلم بالصواب
مسند الفردوس پر ایک تعلیق ابن حجر رحمہ اللہ نے "زهر الفردوس" کے نام سے لکھی ہے مگر
یہ بھی اب نایاب ہے۔

نوٹ: بندے نے یہ تحقیق روایت کے متعلق خالصۃ فنی اصول کے تحت کی ہے روایت سے
متعلق جو فقہی مباحث ہیں یا ان سے جن امور کا استدلال کیا جاتا ہے ان کی تحقیق وتردید فی
الحال مقصود نہیں جو صاحب بھی اس کا جواب لکھنا چاہیں وہ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

١–المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة على الألْسِنَة: ٤٤٠ / ٤٤١، رقم: ١٠١٩، للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١هـ/ ٩٠٢هـ)، ت: عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

٢–تذكرة الموضوعات: ٣٤، تاليف علامه محمد طاهر بن علي فتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)، كتب خانه مجيديه ـ ملتان، پاكستان.

٣–المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ١٦٨/١٦٩، رقم: ٣٠٠، للملاّ علي بن سلطان الهروي القاري (١٠١٤هـ)، ت: الشيخ عبد الفتّاح أبو غدّه، ايج ـ ايم ـ سعيد كمپنى كراچى (پاكستان).

٤–الاسرار المروعة

٥–المرجع السابق

٦–المرجع السابق

٧–المرجع السابق: ٤٤١

٨–كَشْفُ الخَفَاء ومُزِيلُ الإلباس عما اشْتُهِرَ من الأحاديث على ألَسِنَة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العَجْلَوني الجراحي (١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)، ت: عبد الحميد هنداوي، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٧هـ.

٩–المرجع السابق

١٠–الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: ١١، رقم ١٨، للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)، عبد الرحمن بن يحيى، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

۱۱–أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: ۲۵۵،رقم: ۱۳۰۵،للعلاّمة محمد بن درويش بن محمد الحُوت(۱۲۰۳ھ/۱۲۷۷ھ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
۱۲ –اللُؤْلُؤُ المَرْصُوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: ۱۶۸،رقم ۵۰۵،للعلامة محمد بن خليل بن إبراهيم القاوقجي أبي المحاسن(۱۲۲٤ھ/۱۳۰۵ھ)،ت:فوّاز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،۱٤۱۵ھ.
۱۳–الجد الحثيث فى بيان ما ليس بحديث،۲۰۹،رقم۴۵۰،لاحمد بن عبد الكريم الغزى العامرى،ت:فواز احمد زمرلى،دار الفكر–بيروت
۱٤–الاسرار المرفوعةـص:
۱۵–المرجع السابق
۱٦–المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ۱٦۹،للملاّ علي بن سلطان الهروي القاري(۱۰۱٤ھ)، ت:الشيخ عبد الفتّاح أبو غدّه،دارالبشائر الاسلاميه ،بيروت
۱۷–حاشية الطحاوى :۱۳۸،المكتبة الكبرى ببولاق،مصر)
۱۸–المرجع السابق
۱۹–المرجع السابق
۲۰–المرجع السابق
۲۱–المرجع السابق
۲۲–المرجع السابق
۲۳–المصنوع: شذرات فى بيان بعض اصطلاحات ،ص:۱۸،ت:الشيخ عبد الفتاح ابو غدة ايچ ايم سعيد کمپنی کراچی۔
۲٤–الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: ۳۳۵،للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(۱۰۱٤ھ)،محمد بن لطفي، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰٦ھ.
۲۵–المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:۲۷–۳۸،للملاّ علي بن سلطان الهروي القاري(۱۰۱٤ھ)، ت:الشيخ عبد الفتّاح أبو غدّه،دارالبشائر الاسلاميه ،بيروت
۲٦–و قال فى المقاصد الحسنه ص ٤۹ حديث الارز ليس بثابت وسياتى فى لوكان من اللام ،و قال فى حرف اللام ص۳٤٦ لوا كان الارز رجلا لكان حليما قال شيخنا(اى الحافظ ابن حجر)هوموضوع۔

حشمتی ڈیڑھ ورقی کا رد بلیغ

بجواب براۃ الابرار کا رد بلیغ

(قسط نمبر ا)

مفتی معاویہ قادری

اہل السنۃ والجماعۃ کے اکابر کا ہر دور میں یہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اہل باطل اور ان کے دلائل وتلبیسات کا مدلل جواب دیتے رہے ہیں۔ ہندوستان میں انگریز نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کیلئے اپنے جو نمائندے مسلمانوں ہی میں سے کھڑے کیے ان میں سے دو نام بہت نمایاں ہوئے ایک مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرے بریلی کے احمد رضا خان ۔احمد رضا خان نے اپنے والد مولوی نقی علی سے ہی گھر پر پڑھا اور وہ کوئی مستند عالم نہ تھے۔احمد رضا خان کی خانقاہ کے سجادہ نشین اور رشتے دار مولوی سبحان رضا خان بڑے فخر سے لکھتے ہیں:

> ''آپ نے حصول تعلیم کیلئے کسی مدرسہ میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ علوم و فنون آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مفتی نقی علی خان صاحب قبلہ سے حاصل کیے''۔(خیابان رضا۔ص ۱۸)

کم وبیش اسی قسم کی عبارت ''المیزان احمد رضا نمبر'' میں بھی موجود ہے جس میں فاضل بریلوی کے بارے میں اقرار ہے کہ آنجناب نے کسی مدرسہ سے نہیں پڑھا۔امت کو آپ ایک عظیم تحفہ تفریق کی شکل میں دے کر گئے۔آپ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت پچاس سال اس جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کے اہل سنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئے دیوبندی اور بریلوی۔(سوانح اعلیٰ حضرت از قاری احمد پیلی بھیتی)

امت میں تفریق کا یہ کارنامہ جس کتاب کے ذریعے انجام دیا گیا اس سراپا کذب کتاب کا نام ''حسام الحرمین'' ہے۔حیرت کی بات ہے کہ جس کتاب حسام الحرمین کے بارے میں الصوارم الہندیہ میں یہ جملہ لکھا ہے:۔

کتاب لاریب فیہ

اس سے موجودہ دور کے بریلوی مناظرہ کرنے سے کتراتے ہیں۔عوام کو بے وقوف بنانے کیلئے دن رات مناظروں اور گستاخی کے خودساختہ نعرے لگاتے ہیں مگر جب شرائط طے کرنے کی باری آتی ہے تو دم دبا کر راہِ فرار اختیار کرتے ہیں اس کی جیتی جاگتی مثالیں سعید اسد، حنیف قریشی ،یوسف قصائی اور امجد رضا خانی کا مناظروں سے فرار ہے۔

حسام الحرمین کی تائید میں بریلوی حضرات کی طرف سے ہندوستان میں باقاعدہ ایک مہم چلائی گئی اور علاقے سے گنے چنے غیر معروف اکثر موچی قسم کے جنہیں علامہ فہامہ کے القابات دے کر ان کی تائید لے کر ایک کتاب بنام صوارم الہندیہ شائع کی گئی جس کے مولف بدنام زمانہ دشنام طراز مولوی حشمت علی صاحب تھے۔ان مولوی حشمت علی صاحب کا مختصر تعارف آگے آرہا ہے۔اور کہا گیا کہ دیکھو اتنے ہندوستانی علماء نے اہل سنت وجماعت کی تکفیر کر دی معاذ اللہ۔علمائے اہل السنّت والجماعت کی طرف سے اس کتاب صوارم الہندیہ کے جواب میں ''براۃ الابرار'' نامی کتاب شائع کی گئی جس میں ہندوستان بھر کے ۶۰۰ سے زائد جید علماء کرام نے حسام الحرمین کا رد کیا۔جب الصوارم الہندیہ کو طویل عرصہ کے بعد پاکستان میں شائع کیا گیا تو ضرورت محسوس ہوئی کے اس کے منہ توڑ جواب ''براۃ الابرار عن مکائد الاشرار'' کو بھی پوری آب وتاب کے ساتھ شائع کیا جائے الحمدللہ اس عظیم کام کی سعادت اور کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کی توفیق ''تحفظ نظریات اکابر دیوبند اکیڈمی'' کے مخلص اور سرگرم نوجوان ساتھیوں کو ملی۔

کتاب لاجواب ''براۃ الابرار'' کی اشاعت کے کچھ عرصہ کے بعد ''امریکی ڈالروں'' پر چلنے والی بریلی مشینری نے ایک بار پھر ''الصوارم الہندیہ'' کا جدید ایڈیشن شائع کیا اور اس کے ٹائٹل پیج پر یہ سرخی لکھی:

اضافہ شدہ ایڈیشن الصوارم الہندیہ کے جواب ''براۃ الابرابر'' کا رد بلیغ

ہمیں تعجب ہوا کہ 500 سے زائد صفحات پر مشتمل براۃ الابرابر کا ''رد بلیغ'' ......!!! مگر کتاب کی ضخامت میں کوئی فرق نہیں؟ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔بہرحال جب ورق گردانی شروع کی تو یہ عقدہ کھلا کہ کتاب کے آخر میں ایک ''ڈیڑھ ورقی'' مضمون کو براۃ الابرار کا رد بلیغ نام دیکر شامل کیا گیا جس پر بے ساختہ ہنسی کے ساتھ یہ محاورہ ذہن میں آ گیا کہ چوہے کو پھٹکری کیا ملی موصوف میڈیکل سٹور کھولنے نکل پڑے۔

اس ''رد بلیغ'' کا حقیقی رد بلیغ پڑھنے سے پہلے اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ الحمدللہ رضاخانیوں

نے ''براۃ الابرار'' کو''الصوارم الہندیہ'' کا جواب تسلیم کرلیا ہے اب ان رضا خانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ جو عام عوام کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ دیکھو عرب کے اتنے علماء اور ہندوستان کے کم و بیش ۳۰۰ علماء نے علماء دیو بند پر کفر کا فتوی لگایا لہذا انہیں مسلمان تسلیم کرنا کفر ہے یہ ایسے کافر ہیں کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی معاذ اللہ کافر ہے۔ کہ اگر ۳۰۰ نام نہاد علماء کی طرف سے فتوی تکفیر کی وجہ سے اعلام امت معاذ اللہ کافر ہیں تو ان نام نہاد علماء کے جواب میں ہندوستان بھر کے جو ۶۰۰ سے زائد مفتیان کرام ومشاہیر عظام نے یہ فتوی دیا کہ ان علماء کی تکفیر کرنا درست نہیں یہ حضرات مسلمان بلکہ اولیاء امت ہیں آخر ان کا یہ فیصلہ تسلیم کیوں نہیں؟ اگر تین سو کے عدد سے ان کے ''کفر'' میں شک کرنے والا بھی کافر تو ''چھ سو'' کے فتوے سے ان کے ''اسلام'' میں شک کرنے والا کافر کیوں نہیں؟ بینوا توجروا۔

اس مضمون کے آخر میں لکھا گیا ہے :

''لہذا براۃ الابرار کتاب ساری کی ساری مردود و نامعتبر ہوگئی کیونکہ مشرکوں کی تصنیف ہے''۔(الصوارم الہندیہ۔ص:۱۵۵)

اب اسی اصول کو سامنے رکھ کر ذرا ہماری اس بات پر بھی توجہ فرمائیں کہ جس ''صاحب'' نے اس مضمون کو اپنے رسالے میں لگایا اور اغلب گمان یہی ہے کہ الصوارم الہندیہ کو شائع کرنے والے النوریہ الرضویہ لاہور والوں کو بھی یہ مضمون انہی ''صاحب'' کے توسط سے ملا ہوگا اور یہ صاحب اللہ پاک کے پیارے نبی کریم ﷺ کی محبوب سنت ''داڑھی مبارک'' سے بالکل محروم ہیں اور یہودیوں عیسائیوں انگریزوں اور عورتوں کی طرح ان کا چہرہ صفا چٹ ہے اب ذرا ایسے آدمی کی حقیقت رضا خانیوں کے پیرومرشد (رضا خان) کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

جدول ان سزاؤں وعیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کتروانے والوں کے حق میں آیات واحادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہیں

۱۔اللہ و رسول کا نافرمان ہیں ۲۔شیطان لعین کے محکوم ہیں ۳۔سخت احمق ہیں ۴۔اللہ ان سے بیزار ۵۔رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں ۶۔رسول اللہ ﷺ کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے ۷۔یہودی صورت ہیں ۸۔نصرانی وضع ہیں فرنگیوں سے مشابہ ہیں ۹۔مجوس کے پیرو ہیں ۱۰۔ہندوؤں کی صورت مشرکین کی سیرت ہیں

۱۱۔مصطفیٰ ﷺ کے گروہ سے نہیں ۱۲۔انہیں اپنے ہم صورتوں نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں ۱۳۔واجب التعزیر ہیں شہر بدر کرنے کے قابل ہیں
۱۴۔مبدلین فطرت ہیں مغیر خلق اللہ ہیں ۱۵۔زنانے مخنث ہیں (صاحبہ کہنے کی وجہ بھی یہی تھی۔از ناقل) ۱۶۔خدا کے عہد شکن ہیں ۱۷۔ذلیل وخوار ہیں
۱۸۔گھنونے قابل نفرت ہیں ۱۹۔مردود الشہادت ہیں ۲۰۔پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے ۲۱۔ہلاکت میں ہیں مستحق بربادی ہیں ۲۲۔دین کے بے بہرہ آخرت میں بے نصیب ہیں ۲۳۔عذاب الٰہی کے منتظر ہیں ۲۴۔اللہ عزوجل کو سخت دشمن ومبغوض ہیں ۲۵۔صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں شام ہیں تو اللہ کے غضب میں
۲۶۔قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی ۲۷۔اللہ و رسول کے ملعون ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اللہ و ملائکہ و بشر سب کی ان پر لعنت ہے فرشتوں نے ان کی لعنتی ہونے پر آمین کہیں ۲۸۔اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا ۲۹۔وہ بہشت میں نہ جائیں گے
۳۰۔اللہ عزوجل انہیں جہنم میں ڈالے گا۔

(لمعة الضحى فى اعفاء للحى۔ص:60-58۔مکتبہ فیضان مدینہ کراچی)

واہ خان صاحب واہ! ایسے تھوڑا ہی آپ کو ''فتووں کی مشین گن'' کا لقب ملا ہے بہرحال جو شخص ان تیس فتووں کا مستحق ہو تو ایسے ''مردود الشہادت ملعون مخنث'' کی طرف سے فراہم کیے گئے مضمون یا تحریر کا کیا اعتبار؟ تو لیجئے بغیر رد کے ہی نہ صرف حشمت علی رضوی کے مضمون کا رد ہوگیا بلکہ اب تک ''صاحبہ'' کی طرف سے شائع کردہ تمام لٹریچر کا ان چند ورقوں سے ''رد بلیغ'' ہوگیا۔الحمد للہ۔مگر ہم بھی بھٹکے چور کو گھر تک پہنچا کر دم لیں گے سو آیئے تفصیل کے ساتھ اب حشمت علی رضوی کے اس مضمون کا جائزہ لیتے ہیں۔و الله المستعان۔

مولوی حشمت علی کا مختصر جائزہ

مولوی حشمت علی کو رضاخانی بریلوی حضرات مظہر اعلیٰ حضرت امام المناظرین اور فاتح دیوبندیت کے جھوٹے القاب سے یاد کرتے ہیں۔کسی نے موصوف کی شکستوں کا نظارہ کرنا ہو تو ''فتوحات نعمانیہ'' اٹھا کر دیکھ لے۔اعلیٰ درجے کی بددیانتی اور بدگوئی موصوف کا خاصہ تھی۔یہی گالم گلوچ اور شکست دیکھ کر مناظرہ سلانوالی میں مولانا کرم الدین دبیر صاحب جو اس وقت بریلوی

مسلک کی طرف سے صدر مناظر تھے بریلویت سے توبہ تائب ہوگئے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ اپنے بیٹے کو دارالعلوم دیوبند پڑھنے کیلئے بھیجا۔ان کے تائب ہونے کا تذکرہ فوز المقال جلداول ص ۵۳۷ پر موجود ہے۔

دوسروں کو کافر کہنا ان کی خوارک تھی جس کا نمونہ ''تجانب اہل السنّت'' جیسی بدنام زمانہ کتاب پر موصوف کی تقریظ کی صورت میں ہے حقیقت میں یہ کتاب موصوف ہی نے لکھوائی تھی اس کتاب میں جس بے دردی سے کفر کے فتوے دیئے گئے کہ الامان والحفیظ رضا خانیوں کی کفرسازیوں کی تفصیل پڑھنے کیلئے دیکھئے کتاب تکفیری افسانے بنام رضا خانیوں کی کفر سازیاں۔ مطبوعہ تحفظ نظریات اکابر دیوبند اکیڈمی۔

آیئے دیکھئے مولوی حشمت علی کے بارے میں خود ان کی تحریرات اور ہم مسلک علماء کیا کہتے ہیں۔ بریلوی مسلک کے مشہور عالم علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''مولوی حشمت علی غیر معتبر ہیں اور بریلوی مسلک کے ترجمان نہیں۔''

(مقالات سعیدی)

اس ایک حوالے سے سارا قصہ ہی تمام ہوا کہ جب براۃ الابرار کا نام نہاد لکھنے والا ہی غیر معتبر ہے تو اس کے جواب کی کوئی حیثیت نہیں نہ ہی الصوارم الہندیہ کی کوئی حیثیت رہی۔مگر اصل تماشہ ابھی باقی ہے۔

مولوی حشمت علی کا جائزہ، مولای احمد رضا خان کے فتوے کی روشنی میں

مولوی حشمت علی نے جون ۱۹۴۶میں کچھ تقریریں کی ان تقریروں کی صفائی کیلئے مولوی حشمت علی کو فیض آباد کے مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونا پڑا۔اس میں مولوی حشمت علی نے حلف اٹھا کر زبانی بھی بیان دیا اور تحریری بیان بھی کچہری میں پیش کیا۔اس بیان میں موصوف ارشاد فرماتے ہیں:۔

''میں نے اپنی کسی تقریر میں یہ جملہ بھی نہ کہا کہ مستغیثان نے حلفا بیان کئے اور مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی و مولوی عبدالشکور کافر مرتد بے دین، وہابی اور دیو کے بندے ہیں نہ کبھی یہ کلمات اس طرح استعمال کرتا

ہوں۔''(امام احمد رضا اوران کے مخالفین ۔ص۲۵۲)

نیز اسی بیان میں ،مولوی حشمت علی نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس نے حضرات اربعہ پر از خود جملے نہیں کہے ۔اس نے صرف کتاب حسام الحرمین پڑھ کر حکم نقل کئے ہیں۔ دیکھئے ص ۲۶۶ تا ۲۶۸،۲۷۴۔

آخر میں یہی مولوی حشمت علی انگریز سرکار سے اپنی وفاداری کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے۔اپنے تقریر کرنے اور علمائے اہل السنّت کے خلاف بولنے کی مثال اپنے اوپر کرتے ہوئے بولتا ہے:۔

''وہ صرف اوس (اصل حوالے میں ایسے ہی لکھا ہے) فرض منصبی کو بکمال مستعدی و ہوشیاری بجالاتا ہے، جو اُس پر اُسکی ''سرکار'' کی طرف سے مقرر ہے جسکے خزانہ عامرہ سے وہ تنخواہ پاتا ہے گلیوں ،کوچوں ،محلوں بازاروں میں گشت کر کے چلاتا ہے،شور مچاتا ہے سونے والوں کو جگاتا ہے اور اس طرح اپنی ''سرکار'' بلند وقار کی رعایا کے گھروں کو چوروں ڈاکوؤں کی دست برد سے اور خود ان چوروں ڈاکوؤں کو چوری کرنے ڈاکا ڈالنے کی ذلیل حرکتوں سے بچاتا ہے اور حسن کارگردگی کے صلے میں انعام واکرام اور ''وفادار سرکار'' کا خطاب پاتا ہے''۔(۲۷۱)

فتاوی رشیدیہ میں سرکار کے لفظ کا انگریز کا ترجمہ والے یوسف قصائی،حسن علی رضوی اور اس کی قبیل کے دیگر افراد کو آنکھیں کھول کر یہ عبارت پڑھنی چاہیئے جس میں حشمت علی نے کافر مجسٹریٹ کو یہ مقام دیا ہے کہ میں پرانا کفار کا وفادار ہوں اور انہی کے ایجنڈے پر کام کررہا ہوں اور تنخواہ بھی اسی سے لیتا ہوں اس لئے میرے خلاف دائر مقدمے کو خارج کردو۔

قارئین! یہ ذہن میں رہے کہ حضرات اربعہ کے عدم تکفیر اور عدم ارتداد کا قول جو مولوی حشمت علی نے حلف اٹھا کر جمع کرایا یہ الصوارم الہندیہ کے بعد کا ہے۔اور اس پورے بیان میں ان حضرات کی عبارات کو گستاخی تو کہا گیا ہے مگر کافر نہیں بلکہ یہ اقرار ہے:۔

''نہ کبھی یہ کلمات اس طرح استعمال کرتا ہوں''۔

مولوی حشمت علی نے براۃ الابرار کا جواب لکھتے ہوئے جملہ لکھا ہے

''چاہ کن را چاہ در پیش ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ
برا مکر کرنے والے کا مکر خود اسی پر پلٹ پڑتا ہے''۔

(بحوالہ الصوارم الہندیہ ص ۱۵۵)

مولوی حشمت علی نے جو کفر کی دلدل دوسروں کیلئے کھودی وہ خود اس کا شکار ہو گئے وہ ایسے کہ مولوی احمد رضا خان کا واضح فتوی ہے کہ جو حضرات اربعہ کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے مولوی حشمت علی نے تو سرے سے برأت ہی کر دی کہ کلمات میں گستاخی ہے مگر میں کافر نہیں کہتا۔(ص ۲۵۲ امام احمد رضا اور ان کے مخالفین)۔ہم سمجھتے ہیں کہ صوارم الہندیہ کا رد خود مولوی حشمت علی نے ان الفاظ میں کر دیا اور آخر میں کفار سرکار سے وفاداری کا اظہار۔اس کتاب ''امام احمد رضا اور ان کے مخالفین المعروف سوانح اعلی حضرت'' کے اوپر تقریظ ناول نگار ارشد قادری صاحب کی ہے اور وہ مصنف کے بارے میں لکھتا ہے۔

''حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد قادری گورکھپوری زید مجدہم اپنی جماعت کے متدین علماء میں شمار کئے جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ممدوح کی یہ پہلی کتاب ہے جو قبول عام کی عزت سے سرفراز ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔ اعلی حضرت پر لکھنے والے سارے اہل قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا۔(ص ٦۔٧)

ارشد قادری صاحب نے بھی اس کتاب کی تعریف کر کے اپنے حسام الحرمین کے فتوی کے فتوائے کفر کا وہ ٹکٹ کٹوالیا جو حشمت علی نے اپنے اوپر ''مجسٹریٹ'' کے سامنے حضرات اربعہ کی تکفیر سے برأت کر کے لگوایا۔کہ **من شک فی کفرہ فقد کفر**......
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ایک اور جھلک

یہ وہی مولوی حشمت علی ہے جس نے بریلویوں کے نام نہاد محدث، کچھوچھوی پر کفر کا فتوی لگایا بریلویوں میں جو لوگ محدث کچھوچھوی کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان جانتے ہیں، وہ مولوی حشمت علی کے فتوی کی رو سے حسام الحرمین میں بیان کردہ بریلوی اصول کی روشنی میں کافر بنیں گے مولوی حشمت علی نے یہ فتوی اپنی کتاب ''ستر باادب سوالات'' میں لگایا۔اس کی تفصیل

پڑھنے کیلئے دیکھئے ''انکشاف حق'' اور ''حشمت علی کا تکفیری فتوی''۔ وہ لوگ جو کچھوچھوی کو اپنا امام مانتے ہیں ان کی مختصر فہرست ''نوادرات محدث اعظم'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اب رضا خانیوں کے پاس دو ہی طریقے ہیں یا تو کچھوچھوی کو بچالو یا مولوی حشمت علی کو۔ حشمت علی کو بچاتے ہو تو ساری رضا خانیت کے سرکردہ علماء کافر بنتے ہیں اور کچھوچھوی کو بچاتے ہو تو بریلوی اصول تکفیر کی رو سے مولوی حشمت علی کافر بنتا ہے اور اگر ایسا ہوتا ہے تو صوارم اور براۃ الابرار کے رد میں اس کے لکھے ہوئے نام نہاد جواب کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اسی حشمت علی کا ضابطہ ہے چنانچہ اپنے مضمون میں لکھتا ہے۔

''کتاب ساری کی ساری مردود و نامعتبر ہوگئی کیونکہ مشرکوں کی تصنیف ہے''۔ (الصوارم الہندیہ۔ص:۱۵۵)

ویسے مولوی حشمت علی نے اچھا اصول دیا ہے۔ اسی کے اصول کے تحت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر مولف کو مشرک ثابت کردو تو کتاب ناقابل اعتبار، اس قاعدے کے تحت بریلوی رضا خانیوں کو اپنی خیر منانی چاہیے۔ مولوی حشمت علی نے سچ کہا کہ برا مکر کرنے والے کا مکر خود اسی پر لوٹ پڑتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

ایک اور جھلک

قرآن پاک کی آیت:

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ماتاخر
(الفتح پ۲۶)

بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کے سبب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ (حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

مندرجہ بالا ترجمہ کے متعلق بریلوی رضا خانیوں کا فتوی ہے:

''مسلمانو! غور فرمائیے! دیوبندیوں اور نجدی وہابی مولویوں کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ پہلے بھی گناہ گار تھے اور آئیندہ بھی گناہوں کی امید تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالی کو ایک سند دینا پڑی کہ ہم نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردئیے۔ معاذ اللہ''۔

(فیصلہ کیجئے۔ص:۱۹)

اسی طرح حشمت علی کے بھائی مولوی محبوب علی خان نے بھی سورہ فتح کی آیت میں نبی کریم ﷺ کی طرف ''خطاء'' اور ''گناہ'' کی نسبت کرنے پر کفر کا فتوی لگایا

(النجوم الشھابیہ؛ص:۵۸) اس پر ۵۴ رضا خانی اکابر کی تصدیقات ہیں

حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں کہ ان تراجم کے ہوتے ہوئے ہم عیسائیوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کا دفاع نہیں کر سکتے (ملخصا گستاخ کون؟ص:۱۹۶)

شیر محمد اعوان رضا خانی آف کالا باغ لکھتے ہیں:

حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصور وار بنا ڈلا۔۔۔ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا دامن بھی خطاوں سے پاک نہ تھا کیا یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے؟ کیا ان تراجم سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسلمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا؟''۔(محاسن کنزالایمان ص:۵۶۔۵۷)

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں

مظہر اعلی حضرت حشمت علی رضوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر رات قیام فرماتے۔نماز میں کھڑے رہتے **حتی تورمت قدماہ** یہاں تک کہ پائے مبارک ورم فرما گئے پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اتنی تکلیف اتنی مشقت حضور کس واسطے فرماتے ہیں آپ کے رب عزوجل نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادئے **قد غفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر** پس آپ نے فرمایا **افلا اکون عبدا شکورا**۔۔''

(۱۵ تقریریں۔ص:۱۷۰)

نبی ﷺ کی طرف گناہ کی نسبت کر کے حشمت علی صاحب اپنے ہی بھائی محبوب علی خان رضوی کے فتوائے کفر تلے دب گئے ہیں (النجوم الشھابیہ کا حوالہ گذر چکا)

مزید لکھتے ہیں:

’’آپ معصوم ہیں اللہ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ پہلے ہی عفو فرمادئے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ماتاخر‘‘۔

(۱۵تقریریں۔ص:۲۴۶)

یہاں بھی حشمت علی صاحب نے ’’گناہ‘‘ کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی لہذا ماقبل کے حوالوں فتووں بشمول ۵۴ بریلوی اکابر کے فتاوی کی رو سے حشمت علی مرتد، کافر جہنمی ہوا اور حشمت علی نے خود تحریر کیا کہ مشرک کی کتاب کا کوئی اعتبار نہیں لہذا ایک طرف حشمت علی کافر ہوا اور اس نے اب تک جتنی کتابیں علمائے اسلام کے خلاف لکھیں ان کا کوئی اعتبار نہیں دوسری طرف جو بریلوی حشمت علی کو اپنے اکابر میں سے اور مسلمان مانتے ہیں وہ ایک گستاخ رسول ﷺ مرتد کو مسلمان بلکہ اپنے اکابر میں سے ماننے کی وجہ سے کافر ہوئے لہٰذا اب تک جتنے بریلوی علماء نے علمائے اسلام علمائے دیوبند کے خلاف کتابیں لکھیں ان کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ سب کتابیں آگ میں جھونکنے کے لائق ہیں کہ کافروں کی کتابوں کا کیا اعتبار

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو

آمدم برسر مطلب:

حشمت علی نے براۃ الابرار پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر ٹیچر صاحب لکھتے ہیں ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور طرہ یہ کہ اسی کفری مضمون کو براہین قاطعہ کی اس صفحہ ۵۱ والی کفری عبارت کا مطلب بتایا ہے۔

(الصوارم الہندیہ۔ص:۱۵۳،۱۵۴)

آگے لکھتے ہیں:

ان سب حضرات کا عقیدہ اس عبارت سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہ حضرت ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان لعین کا ہر جگہ حاضر و

ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت مانتے ہیں لیکن جو شخص رسول اللہ ﷺ کو یہ مانے کہ جہاں محفل میلاد شریف ہوتی ہے وہاں بحکم الٰہی تشریف فرما ہوتے ہیں اس بے چارے کو یہ حضرات وہابیہ دیوبندیہ مشرک و بے ایمان جانتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
(الصوارم الہندیہ۔ص:۱۵۴)

جواب :

افسوس مولوی حشمت علی نے اسی دھوکے اور دجل کا مظاہرہ کیا جس کا مظاہرہ مولوی احمد رضا خان نے حسام الحرمین میں کیا تھا۔

پس منظر:

قارئین کرام! اہل السنّت والجماعت میں سے مولانا عبدالجبار عمر پوری نے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا تھا کہ

''آنحضرت ﷺ کا محفل میلاد میں تشریف لانے کا اعتقاد کرنا شرک ہے اس لیے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت خداوند تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص صفت کسی دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔''

یہ فتویٰ جب مولوی عبدالسمیع رامپوری کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے جواب میں کتاب لکھی جس کا نام ''انوار ساطعہ'' رکھا جس کے اوپر مولوی احمد رضا خان کی تقریظ موجود ہے۔ اس انوار ساطعہ کے جواب میں ''براہین قاطعہ'' لکھی گئی جو مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے لکھی۔ مولوی عبد السمیع رام پوری نے مولانا عبدالجبار عمر پوری کی اس عبارت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کسی کو عطا نہیں کی، کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ

''اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح اور اسی حقیقت سے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے دوسرے میں نہیں ہوتی اور خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ **یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ** اور روئے زمین پر کل جگہ موجود ہو جانا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں۔۔۔ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو

شیطان ہر جگہ موجود ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کردیا ہے۔(انوار ساطعہ ص :۳۵۹)

مولوی عبدالسمیع رامپوری کی اس عبارت سے تین باتیں پتہ چلیں۔

۱۔ بریلویوں کے نزدیک ہر جگہ حاضر ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ نہیں۔

۲۔ ملک الموت اور شیطان ملعون ہر جگہ حاضر ہیں۔

۳۔ زمین میں یہ قدرت شیطان اور ملک الموت کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیں براۃ الابرار کی عبارت جو کے مولوی حشمت علی نے نامکمل نقل کی۔

''اسی قصہ (حضرت ابراہیم علیہ والسلام والا) کے مطابق جب اہل سنت سے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا محفل میلاد میں تشریف لانے کا اعتقاد کرنا شرک ہے اس لیے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت خداوند تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص صفت کسی دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری نے کہا کہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت خداوند تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دوسروں میں بھی پائی جاتی ہے چنانچہ ملک اور شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے اس بات کو سن کر تمام اہل بدعت مثل نمرود مردود کے حیران رہ گئے۔

(براۃ الابرار۔ص ۵۹)

وضاحت عبارت:

قارئین کرام! مؤلف کتاب براۃ الابرار مولانا عبدالرؤف خانؒ نے اس عبارت سے پہلے براہین قاطعہ کا پس منظر بیان کیا ہے اور بے شمار جگہ اس بات کو بریلوی اہل بدعت کی انتہائی

گستاخی کہا ہے کہ

۱۔ بریلویوں نے شیطان اور ملک الموت کو حاضر ناظر مان کر اللہ جل شانہ کی صفت خاصہ کا انکار کر کے گستاخی کی۔

۲۔ بریلویوں نے شیطان کے حاضر و ناظر ہونے پر (نعوذ باللہ) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم المرتب ہستی کو قیاس کر کے انتہائی گستاخی کی ۔

ان دونوں امور کے اوپر براۃ الابرار سے ہی عبارات پیش خدمت ہیں جن سے واضح پتا چلتا ہے کہ مؤلف مولانا عبدالرؤف خان شیطان کو حاضر ماننے پر اور مقیس علیہ بنانے کو انتہائی گستاخی سمجھتے ہیں اور بریلویوں کے اصولوں کے مطابق یہی ان کا عقیدہ سمجھا جائے گا۔ ملاحظہ ہو۔

> ۱۔ برادران اسلام! واضح ہو کہ مولوی عبدالجبار صاحب عمر پوری کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کسی دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی بالکل صحیح ہے اس میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں اور مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری اس کے رد میں لکھتے ہیں کہ ملک الموت اور شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اگر ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت اللہ تعالیٰ شانہ کیلئے مخصوص ہوتی تو ملک الموت اور شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہونا دیکھئے۔ حضرات! ذرا غور سے کہ یہ شخص (عبدالسمیع رامپوری) خداوند تعالیٰ کی مخصوص صفت کا انکار کر رہا ہے اور ملک الموت اور شیطان کو اللہ تعالیٰ شانہ کے مقابلہ میں لا کر اللہ تعالیٰ شانہ کی توہین کر رہا ہے جائے تعجب ہے۔ اس پر کوئی لعن طعن نہیں کرتا حالانکہ اللہ تعالیٰ شانہ کی وہ عالی شان ہے **ھو الاول والاخر و الظاھر والباطن** یعنی وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے **لیس کمثلہ شئی** یعنی اس کی مثال کوئی شے دنیا میں نہیں ہے۔ وہ خالق و مالک ہے ملک الموت اور شیطان لعین وغیرہ کو اللہ تعالیٰ شانہ نے پیدا کیا ہے، نعوذ باللہ ملک الموت اور شیطان علیہ اللعن اللہ تعالیٰ شانہ کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت اس میں کیسے ہو سکتی ہے۔
>
> (براۃ الابرار۔ص ۵۰)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں

۲۔ برادران اسلام ! واضح ہو کہ مولوی عبدالسمیع رامپوری نے پہلے اللہ تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت کا انکار کیا اور وہی صفت ملک الموت اور شیطان لعین ثابت کر کے اللہ تعالیٰ شانہ کی توہین کی اور اللہ تعالیٰ شانہ اور ملک الموت اور شیطان لعین کے اندر کوئی فرق باقی نہیں رکھا برابر کر دیا ، پھر یہاں تک بڑھے کہ ملک الموت اور شیطان کے ہر جگہ حاضر ہونے پر حضور اکرم ﷺ کے محفل میلاد میں تشریف لانے کا قیاس کر کے حضور اکرم ﷺ کی کھلی ہوئی توہین کی ۔(براۃ الابرار۔ص۵۱)

۳۔ خلاصہ یہ کہ اس نے اللہ و رسول ﷺ کی سخت توہین کی اور اپنے اس عیب کو چھپانے کیلئے عوام میں اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ ظاہر کر کے محفل میلاد مع قیام کرنے لگا۔(ص ۵۱ ایضاً)

۴۔ آپ علیہ السلام کے مقابلہ میں کون ہوسکتا ہے شیطان سے آپ کو افضل کہنا کھلی ہوئی توہین نہیں تو کیا ہے ؟ یقیناً توہین ہے۔(ص ۵۳)

۵۔ مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری نے اللہ تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا انکار کیا اور وہی صفت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی ملک الموت اور شیطان مردود کیلئے ثابت کر کے اللہ تعالیٰ شانہ کے برابر کر دیا یہ کھلی ہوئی بے ادبی اور گستاخی اور توہینِ اللہ تعالیٰ شانہ ہے، ملک الموت اور شیطان کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے محفل میلاد میں تشریف لانے کا قیاس کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھلی ہوئی توہین اور گستاخی اور بے ادبی کی ہے۔(ص ۵۹ ایضا)

قارئین کرام ! یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ بریلویوں کے نزدیک شیطان اور ملک الموت جو ہر جگہ حاضر ناظر ہے وہ ان کے نزدیک اللہ کی عطا سے ہے چنانچہ مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے''۔ (انوار ساطعہ ص:۳۵۷)

چنانچہ ان تمام حوالاجات سے یہ ثابت ہوا کہ شیطان کو ہر جگہ اللہ کی عطا سے حاضر ناظر سمجھنا بریلویوں کا عقیدہ ہے۔(ان کے اصولوں کے تحت)

موجودہ دور کے بھی بریلوی حضرات شیطان کے اس خود ساختہ مرتبے کا اظہار بڑی خوشی سے کرتے

ہیں مثلاً مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ:

''جب رب نے گمراہ کو اتنا علم دیا ہے کہ وہ (شیطان) ہر جگہ حاضر ناظر ہے''۔(نور العرفان ص۲۴۳)

مولانا ابوکلیم صدیق فانی صاحب مولوی عبدالسمیع رامپوری کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ان احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے ارشاد کی روشنی میں اگر مولانا عبدالسمیع رامپوری نے درج ذیل عبارت لکھ دی ہے تو کون سا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے تم نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے''۔(آئینہ اہل سنت ص۴۱۲)

ان سب حوالاجات سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا بریلویوں کا عقیدہ ہے۔جس پر ان کے نزدیک آیات واحادیث موجود ہیں۔

اب آتے ہیں براۃ الابرار کی اصل عبارت کی طرف مولانا عبدالرؤف خان صاحبؒ نے اصل تنازعے کو ملخصا بیان کیا۔

اوراس میں مولوی عبدالسمیع رامپور، جو اہل بدعت میں سے ہیں کا عقیدہ ملخصا لکھا اس کے بعد لکھا کہ:

''مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے''۔

مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی طرف جو اس جملے کی نسبت کی گئی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالروف خان نے خلاصہ اور مفہوماً یہ بیان کیا ہے کہ مولوی عبدالسمیع رامپوری کا عقیدہ شیطان کو حاضر ناظر سمجھنے کا ہے''مولانا خلیل احمدؒ'' نے الزامی طور پر حجت قائم کرتے ہوئے بریلویوں کو کہا کہ جب تمہارے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا حاضر ناظر ہونا نص قطعی سے ہے (جیسا کہ اوپر باحوالہ گزر چکا ہے) تو تمہیں چاہیئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ناظر ہونے پر بھی کوئی نص پیش کرو۔مولانا عبدالرؤف خان جو کہ خلاصہ کے طور پر بات پیش کر رہے ہے اس

لیے انہوں نے بریلویوں کے دلائل کا جواب الزامی طور پر قائم کیا کہ جب تمہارے نزدیک اایسا ہے کہ شیطان حاضر وناظر ہے تو تمہیں چاہئے کہ اپنے زعم کے مطابق کوئی نص یا دلیل آقا علیہ السلام نے محفل میلاد پر حاضر ہونے پر پیش کرو۔ چونکہ تمہارے پاس کوئی دلیل اس امر کی نہیں ہے لہٰذا پتا چلا کہ پہلا مقدمہ یعنی شیطان کا حاضر ناظر بھی باطل ہے۔

حاصل کلام، یہ کہ شیطان کو حاضر ناظر سمجھنے کی بات الزامی حوالے کے طور پر کی گئی تھی نہ کہ یہ ہمارا قول ومسلک کے طور پر۔

دلائل:

ہمارے اس جواب پر درج ذیل دلائل ہیں

۱۔ تمام رضا خانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ کہیں سے کوئی عبارت دکھا دیں جس میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے شیطان کے حاضر ناظر ہونے کا قول کیا ہے۔

۲۔ ماقبل میں حوالے پیش کیے جا چکے ہیں جس میں اللہ کی عطا کردہ قدرت کے طور پر شیطان کو حاضر ناظر ماننا بریلویوں کا عقیدہ ثابت کیا گیا ہے۔ جب ان کا عقیدہ ہے تو ان ہی پر الزامی طور پر پیش کیا جائے گا۔

۳۔ مولانا عبدالرؤف خان کے پانچ حوالے پیش کیے جا چکے ہیں جس میں انہوں نے شیطان کے عطائی طور پر حاضر ناظر ماننے کے عقیدے کو بریلویوں کی انتہائی کھلی گستاخی قرار دیا ہے اور یہ عبارت جس پر اعتراض کیا گیا ہے وہ بھی مولانا عبدالرؤف خان صاحبؒ کی ہے جو یقیناً انہوں نے بریلویوں کا رد کرتے ہوئے الزامی طور پر لکھی ہے۔ اپنے موقف کی تائید میں بریلوی حوالہ پیش خدمت ہیں۔

بریلوی حوالہ جات:

۱۔ بانی بریلوی مذہب مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں

”عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب وفصول یا فہرست وفبذا لک عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہل سنت کا معتقد ہوتا ہے وہی خود ان علماء دین کا معتمد ہوتا ہے ہنگامہ ذکر وابحاث مناظرہ جو کچھ ضمنا لکھ جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود ان کا اعتقاد ہے“۔ (کلیات مکاتیب رضا۔ص ۱۳۶ ج ۱)

بریلوی مسلک کے مناظر اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

''اس صورت میں اس جواب کا مدار الزام اور خصم پر ہے اور یہ جدلی انداز ہے لہٰذا اس کو گستاخی اور کفر قرار نہیں دیا جاسکتا''۔

(مناظرہ جھنگ ص ۱۵۵)

آخر میں اتمام حجت کیلئے خود مولوی حشمت علی کی عبارت ہی پیش خدمت ہے۔ مولوی حشمت علی لکھتا ہے:

''حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ السلام (صلاۃ انبیاء کے ساتھ خاص ہے صرف تبیعت کے طور پر غیر نبی کیلئے استعمال ہوسکتا ہے۔از ناقل) اور شیطان ملعون کے لیے تو ہر جگہ حاضر وناظر ہونا نص قطعی سے ثابت بتا دیا (یہ باحوالہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ بریلویوں کا عقیدہ ہے۔از ناقل) لیکن حضور اقدس محبوب خدا ﷺ کے صرف محفل میلاد اقدس ہی میں تشریف لانے کا نص قطعی سے ثبوت ہونے کا قطعاً انکار کردیا اور طرہ یہ کہ اسی کفری مضمون کو براہین قاطعہ کی اس صفحہ ۵۱ والی کفری عبارت کا مطلب بتایا ہے (یہ بہتان ہے۔از ناقل)''۔(الصوارم الہندیہ۔ص: ۱۵۳۔۱۵۴)

قارئین!! حشمت علی نے شیطان اور ملک الموت کے حاضر ناظر ہونے کو کفری مضمون کہا ہے اور ماقبل میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ بریلویوں کا اپنا عقیدہ ہے جس کو حشمت علی نے کفریہ مضمون کہا۔ یوں خود حشمت علی نے عبدالسمیع رامپوری اور دیگر بریلوی علماء کے حق میں کفر کا فتوی لگا دیا۔

بالفاظ دیگر، خود اپنے الفاظ کی روشنی میں یوں پھنس گئے کہ **جاہ کن جاہ در پیش**

ولایحیق المکر السیئ الا باھلہ برا مکر کرنے والے کا مکر خود اسی پر پلٹ پڑتا ہے۔

(جاری ہے......)

نوٹ: مضمون کی پہلی قسط ''المختار'' کی معنوی اولاد النوریہ الرضویہ کے کتب فروش صوارم کے ناشر ''مختار اشرف'' کو ان کے بتائے ہوئے پتہ پر بھیجی جارہی ہے۔ الحمدللہ ہم نے رضاخانیوں کی طرح ''تقیہ'' نہیں کیا بلکہ ۲۳ مارچ کی عصران کو فون کر کے ساری صورتحال بتائی جس پر موصوف کافی ہڑ بڑائے ریکارڈنگ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ امید کرتے ہیں کہ وہ انصاف و دیانت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہو مضمون مکمل ہونے پر اسے بھی الصوارم الہندیہ کے آخر میں لگائیں گے

مناظرہ دوکوٹہ

مرتب: اعجاز الحق صاحب

مورخہ ۲۸ جون ۱۹۶۹ء بروز جمعہ مولانا عبدالقادر صاحب دیوبندی حنفی آف کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ تبلیغ دین کی اشاعت کیلئے خان عاشق محمد خان صاحب جوئیہ رئیس اعظم دوکوٹہ تحصیل میلسی ضلع ملتان کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو جامع مسجد میں تو تقریر کرلوں خدا کی دین کی باتیں سنادوں چنانچہ موصوف نے اجازت بخشی اور مولانا نے خطاب فرمایا لیکن جامع مسجد کے خطیب مولوی اللہ بخش فاضل انوار العلوم ملتان، چونکہ بریلوی مسلک رکھتے تھے جنہوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا اور دوران تقریر چٹ بازی شروع کی تاکہ مولانا موصوف ایسی باتوں میں الجھ جائیں وعظ ختم کر کے اسٹیج چھوڑ دیں۔ مگر مولانا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کے تحت اپنا فریضہ انجام دیا۔ جمعہ سے فارغ ہوئے تو پھر چند لوگوں کی معیت میں مولوی اللہ بخش بریلوی نے مجبور کیا کہ آپ کے اکابر العیاذ باللہ گستاخ رسول ہیں جنہوں نے ایسی گستاخانہ عبارات لکھی ہیں حتی کہ ''ماں کے ساتھ زنا کرنا جائز'' لکھا ہم ثابت کریں گے کہ مولانا تھانوی نے یہ عبارت لکھی ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں جواب دیں۔ مولانا نے فرمایا اگر مسئلہ پوچھا ہے تو میں بتا دیتا ہوں اور اگر مناظرہ کرنا ہو تو تو پھر خوب تیاری کرلی تاکہ یہ نہ کہہ سکو کہ ہم نے تیاری نہیں کی۔ اب آپ لوگوں کی مرضی ہے چنانچہ بریلوی نے ۱۱۔۷۔۶۹ء بروز جمعہ کا انتخاب فرمایا۔ پھر لطف یہ کہ اپنے ہی مرکز کو مقام مناظرہ قرار دے کر مولانا عبدالقادر صاحب سے مذکورہ تحریر پر دستخط کروالئے کہ آپ جس کو چاہیں ہمارے سامنے لے آئیں اور مذکورہ عبات پر مناظرہ کرلے۔ اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مولانا عبدالقادر صاحب نے دفتر تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ پہنچے عصر کی نماز پڑھی۔ دفتر میں خطیب اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری صاحب تشریف فرما تھے۔ ان کے پہلو میں اتفاقا مناظر اسلام مولانا محمد یوسف رحمانی بیٹھے تھے۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے مولانا دین پوری کو سارا ماجرہ سنایا۔ آپ نے مناظر اسلام مولانا یوسف رحمانی کو مجبور فرمایا۔ چنانچہ مولانا رحمانی نے فوراً لبیک کہا اور بریلویت کے مرکز

پر دندان شکن جوابات دیکر اپنے مسلک کی حقانیت اور اپنا لوہا منوالیا۔ بریلویت پر جو بجلی گری فبھت الذی کفر کا نظارا بریلویوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انگشت بدندان تھے ان پر صف ماتم بچھ گئی ۔حق کو بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ فریقین کے پیش کردہ دلائل کو من وعن عوام الناس تک پہنچایا جائے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ بریلوی حضرات کس دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے علماء دیو بند اہل السنۃ والجماعۃ کی تحریرات وعبارات میں کس طرح قطع وبرید کر کے تلبیس ابلیس کی بناء پر اہل حق کو بدنام کرتے اور کیا کیا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

مناظر اسلام مولانا یوسف رحمانی صاحب کا استقبال

مورخہ ۱۰۔۷۔۶۹ بروز جمعرات مولانا گل محمد صاحب فاضل دار العلوم دیو بند اور صوفی غلام حیدر صاحب جگو والہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان، مولانا محمد یوسف رحمانی کے پاس پہنچ گئے کہ مولانا عبد القادر صاحب اتفاقاً بیمار ہو گئے ہیں اور انہوں نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ علی الصبح ہم آپ کی معیت میں دوکوٹہ چلیں ۔ چنانچہ مولانا رحمانی صاحب مورخہ ۱۱/ ۷/ ۶۹ بروز جمعہ چند ساتھیوں سمیت ملتان سے میلسی کی بس پر بیٹھ کر دوکوٹہ اڈہ پر اترے ۔ پندرہ دنوں سے مناظرہ کا اعلان ہو رہا تھا لوگ حق و باطل کا معرکہ دیکھنے کیلئے بیتاب تھے۔ علاقہ بھر کے دیو بندی بریلوی حتی کہ شیعہ حضرات بھی منتظر تھے کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں دیو بندی حضرات خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اسلام زندہ باد، مناظر اسلام زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی بریلوی حضرات بھی رنگ رلیاں منا رہے تھے اور اپنی فتح کے فیصلے قبل از وقت بزعمِ خود کئے ہوئے تھے ۔ کہ اول تو ہمارے قلعہ پر کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ خدانخواستہ کوئی آ ڈبکا تو پھر آج کامیابی کا سہرا ہمارے سر ہوگا۔ ان بیچاروں کو کیا علم تھا کہ ہمارے مقدر میں شکست فاش اور ذلت لکھی جا چکی ہے۔ مولوی اللہ بخش صاحب بریلوی چند حواریوں سمیت اڈہ پر ہی ایک دکان کے باہر بیٹھے کتب بینی میں مصروف تھے، زندہ باد کے نعرے سنتے ہی حیرت زدہ ہو گئے ۔ کہرام مچ گیا۔ مولانا رحمانی صاحب احباب ورفقاء کی معیت میں سیدھے خان عاشق محمد خان صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے۔

مناظر اسلام صدر بریلوی کے ڈیرہ پر

دروازہ پر دستک دی گئی ۔فوراً ایک شخص باہر آیا معلوم ہوتا تھا کہ مدت سے منتظر ہے۔آتے ہی بولا اندر تشریف لائیے۔خان عاشق محمد خان صاحب پرتپاک ملے۔اگرچہ آپ بریلوی مسلک رکھتے تھے ۔مگر نہایت ہی شریف ،دیندار،مہمان نواز ،اور منصف مزاج ثابت ہوئے۔چارپائیاں ، کرسیاں ،میز سب چیزیں موجود تھیں ۔مہمانوں کو بٹھادیا۔ایک نوکر کو حکم دیا کہ حسب ضرورت اشیاء مہیا کرے۔جمعہ کے روز نہانا بحیثیت سنت اور گرمی کی وجہ سے صابون تیل وغیرہ نلکے کے پاس ہی رکھا تھا۔

مولانا رحمانی صاحب نے قبل از مناظرہ تبادلہ خیالات کیا۔مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی متنازعہ فیہ عبارت ''الاضافات الیومیہ'' سے نکال کر روشنی ڈالی اور ثابت کردیا کہ حق کس کے ساتھ ہے۔خوب مطمئن ہوئے ۔لیکن اپنے مسلک کے مولوی اللہ بخش صاحب بریلوی کا علمی حدود اربعہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔چنانچہ مولانا رحمانی سے کہا کہ آپ غسل کرلیں تاکہ مناظرہ جلدی شروع ہوجائے۔میں بریلوی مولوی صاحبان کو بلالاؤں ۔مولانا رحمانی صاحب نے اپنے بیٹھنے کیلئے ایک چارپائی کو منتخب کیا۔جس پر پڑے ہوئے تکیہ کے نیچے دو کتابیں (اضافات الیومیہ حصہ چہارم مولانا تھانویؒ اور دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ مصنفہ مولوی غلام مہر علی بریلوی چشتیاں) رکھی تھیں۔مولانا رحمانی وضوء بنارہے تھے کہ چند آراستہ پیراستہ مجسمے اور مشبہ شکل چہرے نظر آئے جن کے پہلو میں خان صاحب اور ان کے پیچھے ازدحام کثیر ایک شخص جس کے سر پر بہترین عمامہ، گلے میں ریشمی رومال سفید لباس میں ملبوس ،قیمتی واسکٹ پہنے ہوئے سرفہرست تھے ۔آئے بلا سلام و کلام اس چارپائی پر بیٹھ گئے ۔اتنے میں مولانا رحمانی صاحب بھی وضوء سے فارغ ہوگئے۔

ابتداء کلام

مولانا رحمانی: مولانا میں اس چارپائی پر بیٹھ سکتا ہوں؟ چونکہ آپ سمجھ چکے تھے کہ یہی شخص حریف مناظرہ ہے۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: دوسری چارپائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔وہاں بیٹھ جا۔

مولانا رحمانی: جناب آپ سے پہلے یہ چارپائی میں نے منتخب کی ہے۔یہ الفاظ کہتے ہی مولانا رحمانی مذکورہ چارپائی پر سرہانے کی طرف چوکڑی جما کر بیٹھ گئے۔ بیٹھتے ہی دونوں کتابیں تکیہ کے نیچے سے نکالیں اور ایک کتاب کو کھول کر دیکھنا شروع کردیا۔مولوی اللہ بخش صاحب بریلوی دم بخود ہوگئے ۔اتنے میں مجمع میں سے کسی نے آواز دی کہ مولوی صاحب اب آپ کرسی پر آجائیے۔فوراً

بیچارے شرمندہ ہوکر چارپائی سے اٹھے اور کرسی پر جا بیٹھے۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: آپ بھی کرسی پر آ جایئے۔

مولانا رحمانی: کرسی بے وفا ہے اس پر بیٹھنا بے سود ہے۔فرمایئے کس لئے کرسی پر بیٹھوں؟

مولوی اللہ بخش بریلوی: مناظرہ کیلئے۔

مولانا رحمانی: یہ فرمایئے کہ کس مسلک سے تعلق رکھتے ہو؟ دیوبندی، بریلوی، نیچری پرویزی، چکڑالوی، قادیانی، رافضی خارجی تاکہ میں اسی کے مطابق آپ سے کلام کروں۔اور شرائط نامہ لکھ دیجئے تاکہ باقاعدہ مناظرہ شروع ہو جائے۔

حکیم محمد صدیق شاہ بریلوی: مولوی اللہ بخش صاحب مناظرہ کرنا ہے تو کسی بڑے عالم سے کرنا نامعلوم یہ کون ہیں۔آپ کی شایان شان نہیں کہ ان سے مناظرہ کریں۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: شاہ جی جاتے چور کی لنگوٹی بھلی۔یہ کیا سمجھیں گے کہ ہم خالی واپس آ گئے۔

مولانا رحمانی: حکیم صاحب سے، شاہ جی آپ کی کیا مرضی ہے مناظرہ نہ ہو؟ یا آپ مولوی اللہ بخش سے بڑے عالم ہو؟ اگر یہی بات ہے تو لکھ دیجئے کہ مولوی اللہ بخش جاہل ہے پھر تم بحث کر کے دیکھ لو۔اب میں تمہارے گھر آ چکا ہوں انشاء اللہ آج تمہارا دامن چاک اور اپنے اکابر کا دامن پاک کر کے ثابت کردوں گا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ روزانہ عیدیں نہیں ہوا کرتیں، ہمیشہ کھیریں نہیں ملا کرتیں، دودھ پلانے والی مائیں مرچکیں۔لکھ دو کہ مولوی اللہ بخش جاہل ہے۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: شاہ جی تمہیں شرم نہیں آتی جب میں بات کر رہا ہوں تو تمہیں ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت ہے؟

رحمانی صاحب: خان عاشق محمد خان صاحب مناظرہ کی صدارت کریں اگرچہ آپ بریلوی ہیں ہمیں آپ کی صدارت منظور ہے۔اور مولوی اللہ بخش صاحب کو چاہئے کہ فوراً موضوع و شرائط مناظرہ لکھ دے تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور عوام الناس پریشان نہ ہوں۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: آپ بھی کرسی پر آ جائیں اور اپنا موضوع مناظرہ لکھ دیجئے۔

مولانا رحمانی: کرسی پر بیٹھتے ہی مولوی صاحب موضوع طے ہو چکا ہے جو کہ آج سے پندرہ روز قبل آپ نے خود لکھ کر دیا تھا۔شرائط نامہ تحریر کیجئے۔

مولوی اللہ بخش صاحب: پہلی بحث ''مسئلہ امکان کذب'' پر ہوگی۔

مولانا رحمانی: مولانا گل محمد صاحب میری کتب میز پر رکھئے۔مولوی اللہ بخش صاحب بچارے

جان چھڑانے کیلئے موضوع تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔اور آپ میرے ساتھ بیٹھئے انہیں بھی پتہ چل جائے کہ مناظرہ میں معین مناظرہ اور صدر مناظرہ کا ہونا ضروری ہے۔ان لوگوں کو کیا علم کہ مناظرہ کسے کہتے ہیں؟ اگر میری بات غلط ہے تو مولوی اللہ بخش صاحب مناظرہ کی تعریف کریں۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: ذرا پانی پلائیے۔

مولانا رحمانی: مولوی صاحب گھبرائیے نہیں یہ سارا گھڑا آپ کیلئے بھرا رکھا ہے۔نلکا آپ کیلئے قریب ہی لگا ہوا ہے کرب بلا نہیں۔ابھی سے پانی یاد آ گیا۔

ابھی تو ابتداءِ مناظرہ ہے بلکتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مولوی صاحب! یہ خان صاحب کا ڈیرہ ہے وہ کوٹھہ ہے آپ کا اپنا اڈہ ہے آپ ابھی سے تڑپنے لگے۔فکر نہ کیجئے اب پتہ چلے گا چور کون ہے؟ لنگوٹی کس کی ٹوٹی ؟ پانی کس نے مانگا،ارے بھائی دیکھتے کیا ہو،دوانہیں مٹکا اٹھا کر کچھ ہوش آئے پھر یہ شرائط نامہ لکھیں گے۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: بہر حال پہلے امکان کذب کے مسئلہ پر بحث ہوگی۔

مولانا رحمانی: آپ کے پاس مولانا عبدالقادر صاحب کی دستخط شدہ تحریر ہے۔نکالئے ابھی آپ کی صداقت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔لائیے وہ تحریر کہاں ہے نکالئے جلدی کیجئے اگر آپ مناظرہ نہیں کر سکتے تو لکھ دیجئے۔یہ نہ سمجھئے گا کہ بندہ کسی اور موضوع پر بحث نہیں کرتا بلکہ شرائط واصول کی بات ہے کہ جو موضوع طے ہو چکا ہے اس پر بحث کر لیجئے پھر دوسرے موضوع پر بحث کر لینا۔اگر میری بات آپ کو منظور نہیں اور آپ طے شدہ موضوع سے بھاگنا چاہتے ہیں تو میں عوام الناس اور صدر مناظرہ سے پوچھتا ہوں کہ آج سے پندرہ روز قبل کیا موضوع طے ہوا ہے۔اور کس موضوع پر بحث کرانا چاہتے ہیں؟ فیصلہ عوام اور صدر مناظرہ پر ہے۔

عوام الناس: طے شدہ جمعہ کے دن والا موضوع (۶۹/۶/۲۸ کا تحریر کردہ)

صدر مناظرہ: پہلے اس موضوع پر بحث ہوگی پھر کسی دوسرے موضوع کو چھیڑنے کی اجازت ہوگی جب تک طے شدہ موضوع پر بحث و فیصلہ نہیں ہوتا۔دوسرا موضوع تبدیل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔مولوی اللہ بخش صاحب شرائط نامہ لکھئے۔

شرائط نامہ

۶۹/۷/۱۱

۷۸۶
۹۲

درحیثیت وکیل نام مناظر: اللہ بخش عفی عنہ

مذہب مناظر: اہل سنت والجماعت بریلوی

مسئلہ زیر بحث: متنازع فیہ: امکان کذب، توہین رسالت، ماں کے ساتھ زنا، عقلا جائز۔

مقصد: علماء دیوبند نے اپنی تصانیف میں شان ربوبیت، شان رسالت واولیاءِعظام میں ناشائستہ عبارات لکھیں ان کا ثبوت انہی کی کتابوں سے۔اور مطالبہ یہ کہ مخاصم مناظر سے دریافت کرنا کہ یہ عبارات کفریہ ہیں کہ نہیں۔اگر جواب ہاں میں ہے تو مصنف کے حق میں فتوی کفر کا مطالبہ اور اگر جواب نہیں میں ہے تو عبارات کے کفریات پر اشارہ کر کے حاضرین کو ان سے آگاہ کرنا اور مناظر کو مجبور کرنا۔

اللہ بخش عفی عنہ فاضل انوارالعلوم ملتان
مقیم موضع لال سگوڑاک خانہ دوکوٹہ تحصیل میلسی (ملتان)

شرائط مناظرہ منجانب مناظر اسلام مولانا محمد یوسف رحمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .اما بعد

آج مورخہ ۱۱/ ۷/ ۶۹ بروز جمعہ بمطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ خاص بمقام ڈیرہ خان عاشق محمد خان صاحب رئیس اعظم دوکوٹہ تحصیل میلسی ضلع ملتان۔احقر محمد یوسف رحمانی بحکم خان صاحب درج ذیل امور واعتقادیات پر بحث کیلئے حاضر ہوا۔

موضوع: مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ ''ماں کے ساتھ زنا جائز ہے'' العیاذ باللہ۔

میرا دین ومذہب: اسلام ہے، قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس، یہ اربعہ ادلہ شریعت میں معتبر ہیں۔ان کے علاوہ اگر کوئی شخص گفتگو کرے تو وہ قابل حجت نہ ہوگی۔امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول وفعل اجتہادی مسائل میں میرے نزدیک مسلّم ہے۔جو بات یا مسئلہ قرآن وسنت سے ٹکرا جائے وہ ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں۔میرا عقیدہ ہے کہ منصوص علیہ مسئلہ میں کسی کا قول وفعل حجت یا قابل قبول نہیں۔میں علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ کا خادم ہوں۔اگر قرآن و

سنت سے کوئی فریق جھوٹا ہو جائے تو مجمع عام میں اسے اپنے مسلک سے رجوع کرنا ہوگا۔ایمان کا دارومدار قرآن وسنت پر ہے جس کا ہمیں پورا یقین ہے۔

خاکپائے علماء دیوبند محمد یوسف رحمانی

آغاز مناظرہ

فریقین کیلئے زیادہ سے زیادہ دس منٹ مقرر ہوئے۔اگر کوئی مناظر اپنا وقت چھوڑ دے تو اس کی مرضی۔اور یہ طے پایا کہ دو آدمی قلم کاغذ لیکر بیٹھیں اور لفظ بلفظ مناظرہ قلمبند کریں۔ ہر دو مناظر اپنے دلائل ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے لکھواتے جائیں نہ کہ کھڑے ہو کر تقریر و وعظ شروع کر دیں چنانچہ یہ فیصلہ طے پایا اور باقاعدہ مناظرہ شروع ہو گیا۔ سنئے۔

مولوی اللہ بخش بریلوی: علماء دیوبند نے فرمایا ہے کہ عقلاً ماں کے ساتھ زنا جائز ہے۔

مولانا رحمانی: میں علماء دیوبند کا شاگرد ہوتے ہوئے یقین دلاتا ہوں کہ علماء دیوبند کے نزدیک قرآن وسنت اجماع امت اور قیاس کی رو سے زنا خواہ کسی سے بھی کیوں نہ ہو وہ ناجائز اور حرام ہے۔حلت وحرمت کا حکم شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ عقل سے۔ عقل پر شریعت معتبر ہے۔شریعت پر عقل معتبر نہیں ہوسکتی۔ جو شخص عقل سے شریعت پر جواز ثابت کرے اور اس کا قائل معتقد ہو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے ہاں اگر شریعت کا منکر یا قرآن وسنت کا منکر شریعت کو سمجھنے کیلئے یا ماننے کیلئے عقل سے دلیل مانگے تو اسے عقل سے ہی سمجھانے کے بعد شریعت کا پابند کیا جاتا ہے۔عقلی مسائل سمجھانے کی رو سے شریعت کے احکام پر کوئی جرح وقدح نہیں ہوسکتی اور نہ ہی وہ عقلی مسئلہ شریعت میں معتبر (حجت سمجھا جاتا ہے) ہوتا ہے۔اور نہ ہی شریعت اسے جائز کہتی ہے۔

مولوی اللہ بخش صاحب: جس قول کی مناظر نے میری طرف نسبت کی ہے اس میں کچھ کمی بیشی کی گئی ہے میں اپنے قول کا اعادہ کرتا ہوں تا کہ بات صاف ہو جائے۔میرا قول یہ ہے کہ ماں کے ساتھ زنا کرنا عقلا جائز ہے۔اس جیسی فحش عبارت علماء دیوبند نے اپنی کتب کے اندر لکھی ہے۔ بس میرے ذمہ اسی کا ثبوت ہے۔مجیب کو چاہئے کہ وہ ثابت کرے کہ اس قسم کی عبارت ہماری کتب میں موجود نہیں ہے۔

مولانا رحمانی: مولوی اللہ بخش صاحب نے فرمایا ہے کہ میرا قول ہے کہ ماں کے ساتھ زنا کرنا عقلا جائز ہے۔اور اس جیسی فحش عبارت علماء دیوبند نے اپنی کتب کے اندر لکھی ہے اور مجھ سے اس کا جواب مانگا ہے کہ اس جیسی عبارت علماء دیوبند کی کتاب میں نہیں ہے؟

جواب سن لیجئے۔ کسی مثال کو کسی کتاب میں لا کر بیان کرنا اس سے دین و مذہب مراد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ عقیدہ بنتا ہے۔ بلکہ کسی کو سمجھانے کی خاطر عقل سے کوئی بات سمجھائی جاتی ہے تو اس سے شریعت کے احکامات میں اگر کوئی خلل آئے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ مثلاً زانی کو کہا جائے کہ زنا کرنا ناجائز ہے کیونکہ قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس نے اس کی حرمت پر دلیلیں قائم کر دی ہیں۔ زانی یہ بات کہے کہ زنا کس طریقے سے ناجائز ہوتا ہے؟ کیونکہ میری عقل یہ کہتی ہے کہ یہ جائز ہے۔ اس لئے کہ جب میں نطفہ تھا والدہ کے رحم میں آیا۔ پھر علقہ پھر مضغہ بنا۔ پھر مکمل صورت بننے کے بعد اللہ تعالی نے روح ڈالی۔ اور میں اپنی والدہ کے بطن میں تھا۔ اس وقت میرا سر، پاؤں، ہاتھ، کان، ناک، ذکر، دُبر تمام اجزاء ماں کے پیٹ کے اندر تھے جب میں باہر آیا مجھے شعور ہوا۔ اس کے بعد اپنی عقل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب سارا ہی والدہ کے اندر تھا تو مجھ پر کوئی شریعت کا جرم نافذ نہ ہوا اور اب اگر میرا صرف ایک جزء والدہ کے اندر چلا جائے تو کونسی حرج کی بات ہے؟

مجیب نے جواب دیا کہ اگر عقل پر حکم لگا دیا جائے تو عقلی دلائل سے بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں جن کی بناء پر عقلاً یہ بھی اسی طرح جائز رکھا جانا چاہیئے کہ ایک آدمی جس کی پیٹ کی اوجھری میں دو یا تین سیر فضلہ (گندگی) موجود ہے اب جس وقت قضائے حاجت کرے اس گندگی میں سے ایک قطرہ منہ میں ڈال لے تو اس میں کونسی حرج کی بات ہے؟ کیونکہ یہ بھی عقل ہی جائز رکھتی ہے، جس طریقے سے تیرے عقل نے ایک جزء کا اندر جانا یا داخل کرنا اس کا جواز ثابت کیا ہے اسی طرح یہ امر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عقل زنا کو جائز رکھتی ہے تو پھر تیری عقل گندگی کے کھانے کو بھی جائز رکھے گی۔ یہ حکم شریعت کا نہیں جس پر ایمان یا حلت وحرمت کا دارومدار ہو۔

مولوی اللہ بخش: عبارت میں طوالت، پیچ وتاب، ہیر پھیر باعثِ تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں میں نے یہ الزام کب لگایا ہے کہ مصنف نے اسے از روئے شریعت جائز قرار دیا ہے؟ میرا تو یہ الزام ہے جب کہ وہ مفتی دین متین ہے اور اس کے پاس مستفتی حکم شریعت دریافت کرنے کیلئے آتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ شرعی حکم بتا دے۔ اور اگر کوئی عقلی حکم دریافت کرنا ہوتا تو دنیا میں حکماء، عقلاء سائنسدان اور فلاسفر، ایسے ایسے صاحب موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی عقل کے ساتھ ایسے ایسے کام کر دکھائے کہ دنیا حیران ہے۔ اور مولوی بیچارہ چکر میں ہے۔ مولوی سے تو سوائے حکم دین کے

کچھ سوال ہی نہیں ہوتا۔اور اگر ہو بھی جائے تو اسے اسکی اتباع ضروری نہیں یہ شریعت کا گیند ہے شریعت کا حکم سنا دے اور بس۔

مولانا رحمانی: مولوی صاحب ! بس تو اڈہ پر ہو گی کیا بات ہے ،ابھی سے بھاگنے کا خیال ہے گھبرائیے نہیں۔ سنئے آپ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ ایسے زنا کو شریعت کی رو سے جائز قرار دے دیا ہے بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ ایسی عبارت علماء دیوبند کی کتب میں موجود ہے۔اور مولوی سے صرف شریعت کے حکم کے سوا کوئی اور بات دریافت نہیں کی جاتی ۔اور اگر پوچھی بھی جائے تو وہ بات مفید نہیں ہوتی بلکہ ایسی مثال لا کر کسی کو سمجھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ عقلی باتیں تو اور لوگوں سے دریافت کی جاسکتی ہیں۔اگر یوں ہی مان لیا جائے۔تو قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جتنی بھی عقلی دلیلیں برائے سمجھانے مشرکین و کفار مکہ و مدینہ کے بیان فرمائی ہیں وہ سب آیات بینات مولوی اللہ بخش صاحب کے فرمان کے مطابق فضول ورائیگاں ہو جائیں گی۔جیسے:

یاایھا الناس ضرف مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولواجتمعوا

اللہ تعالی نے اس آیت میں مشرکین و کفار کو سمجھانے کیلئے ایک مثال بیان کر کے حکم بتلایا ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا غیروں کو ہر وقت ہر منٹ ہر سیکنڈ زمان و مکان میں مختار و ناصر سمجھتے ہیں ان کا ابطال اور اپنی قدرت کاملہ کا اظہار و ثبوت پیش کرنے کیلئے یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ جن کو تم نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔مکھی پیدا کرنا تو درکنار جو چیز مکھی تمہارے معبودانِ باطلہ کے سامنے سے چرا لے جائے اسے بھی واپس نہیں لے سکتے خواہ تمام اکھٹے ہو جاؤ۔ یہ حکم خدا تعالی نے مشرکوں اور کافروں کو سمجھانے کیلئے عقلی دلیل سے بیان فرمایا ہے حکم یہ تھا کہ قدرت کاملہ میری ہے اس کے علاوہ مخلوق میں کوئی مختار و ناصر نہیں۔اس میں بلا کیفیت وکمیت ان کی عقل کے مطابق مثال دے کر اس حکم کو بتلایا کہ جب ایک مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے تو تمہاری مشکلات کو کیسے حل کر سکتے ہیں؟ یہ دلیل عقلی تھی۔اللہ تعالی نے ان کو سمجھانے کیلئے قرآن مجید میں بیان فرمائی۔اور اگر مد مقابل (حریف مناظر) کو اس دلیل سے گریز ہو تو پھر ان کے اعلی حضرت مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی نے بھی ایسی مثال بیان فرمائی ہے جس کو میں لفظ بلفظ درج کرائے دیتا ہوں۔حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا کہ جس مجمع میں گانے بجانے کے آلات ہوں اس میں جا کر انہیں نہیں سننا چاہیئے۔اگر کوئی سنے تو وہ شخص شریعت کی رو سے مجرم ہو گا بلکہ اگر یہ جواب دے کہ مجھے حال طاری ہوا یا وجد آ گیا اس لئے کہ میں تو ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ معلوم

ہی نہیں کرسکا کہ یہاں پر مزامیر ہیں یا کہ نہیں۔تو اس کے متعلق جو حکم و جواب سلطان المشائخ نے فرمایا ہے سنیئے:

حضور سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ عذر باطل تو تمام معصیتوں میں ہوسکتا ہے یعنی آدمی شراب پیئے اور کہے کہ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ یہ شراب ہے یا شربت۔ماں کے ساتھ زنا کرے

(احمد رضا خان کی معنوی ذریت نے جس قدر عبارات میں قطع و برید کر کے علماء دیوبند کو بدنام کر رکھا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔اگر ہم لوگ ان کے اکابر کی عبارات میں یہی وطیرہ اختیار کرلیں تو یہ بیچارے قیامت تک اپنی جان نہیں چھڑا سکتے مثلاً سنئے۔مولانا تھانویؒ نے تو دہریہ کو عقلی جواب دیا کہ جس طرح اوجھڑی تمہارے پیٹ میں ہے اور اوجھڑی میں گندگی بھی ہے جو کہ ہر وقت پیٹ میں رہتی ہے اگر جسم سے باہر نے آلی چیز دوبارہ پیٹ یا جسم میں عقلاً داخل کرنا جائز معلوم ہوتی ہے اسی لئے زنا جائز ہونا چاہئے خواہ ماں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو تو پھر اپنی عقل کی رو سے گندگی کھانے کو بھی جائز کہو گے، ہرگز نہیں۔جس طرح اب تمہاری عقل نے ہی ایک عقلی الزامی دلیل سے سمجھ لیا کہ گندگی کھانا جائز نہیں اگرچہ وہ پیٹ سے ہی باہر آئی ہے۔اسی طرح جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آ گیا اب اس کا کوئی جز وعضو بھی دوبارہ داخل نہیں ہوسکتا اور عقل ہی نے یہ حکم صحیح ثابت کر دیا۔

اب انگریزی مجدد کی سنیئے وہ کہتا ہے آدمی ماں کے ساتھ زنا کرے اور یہ ''امر'' بھی ہے جو کہ وجوب کیلئے دلالت کرتا ہے سنائیے مولوی اللہ بخش صاحب آپ نے مولوی احمد رضا خان صاحب کی اقتداء کرتے ہوئے اس حکم پر کتنی دفعہ عمل کیا ہے؟ یہ بات مولانا نے مولوی اللہ بخش سے کہی جو انگشت بدنداں رہ گئے کوئی جواب بن نہ پایا۔پھر سوال کیا بتلائیے احمد رضا خان نے کہا ہے کہ شراب پیئے مولوی صاحب کیا آپ لوگ جو احمد رضا خان کے مقلد و متبع بنے ہوئے ہیں۔ان دونوں احکامات کو بجالاتے اور عمل پیرا ہو کر دکھاتے ثواب کماتے ہیں۔آخر تمہارے اعلی حضرت نے یہ حکم دیا ہے جو تمہارے نزدیک شاید قرآن وسنت سے زیادہ قابل حجت ہے۔فبھت الذی کفر۔سنائیے مولوی صاحب تم نے کتنی دفعہ شراب پی اور کتنی دفعہ اپنی ماں سے زناء کیا ہے؟ ؎

بد نہ بولے زیر گردوں اگر کوئی میری سنے
یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے۔۔از ناقل)

اور یہ کہہ دے کہ میں تو ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ معلوم بھی نہ کرسکا کہ یہ ماں ہے یا بیوی۔

(مسائل سماع۔ص:۲۸ مصنفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی)

اگر مولوی یا مفتی کو قرآن وسنت کے علاوہ کوئی مثال یا عقلی ڈھکوسلہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تو سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے فوائد الفواد شریف میں ایک جاہل وجد کرنے والے کو جو مسائل سماع کی وجہ سے آلات سماع یا مزامیر میں ڈوب کر اپنے حال سے جاہل ہو چکا تھا۔ اور اس نے اپنے خیال یا وجد کو معتبر مانا تو سلطان المشائخ نے یہ عقلی جواب دیا کہ یہ عذر کوئی قابل قبول نہیں کہ آدمی شراب پئے اور شریعت کے حکم کی رو سے بچنے کیلئے یہ کہہ دے کہ میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ مجھے معلوم ہی نہ ہوسکا کہ یہ شراب ہے یا شربت، یا ماں کے ساتھ زنا کر بیٹھا اور یہ کہہ دیا کہ میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ مجھے معلوم ہی نہ ہوسکا کہ یہ ماں ہے یا بیوی۔

یہ ایک عقلی دلیل تھی جس کو محبوب الٰہی نے فوائد الفواد میں درج کر دیا۔ اور اسی کو اعلیحضرت بریلوی احمد رضا خان نے اپنے کتابچہ "مسائل سماع صفحہ ۲۸" پر لکھا۔ مولوی اللہ بخش صاحب کے بیانات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سترھویں پارے کی آیت یا ایها الناس ضرب مثل فاستمعوا له **الخ** اور سلطان المشائخ کا وہ فرمان جو انہوں نے فوائد الفواد میں ارشاد فرمایا اور اس کو مولوی احمد رضا خان نے مسائل سماع میں درج کر کے مسئلہ سمجھایا۔ موصوف کے فرمان کے مطابق آیت قرآنی اور محبوب الٰہی کا فرمان مسائل میں منقول شدہ فضول باطل بیکار اور مردود ہے۔ العیاذ باللہ۔

مولوی اللہ بخش صاحب: بیان مذکور کے اندر جو الزامات مجھ پر عائد کئے گئے ہیں وہ دراصل میرے بیان کو غلط فہمی کے مرہون منت ہے۔ کیونکہ میرے بیان کے اندر مولوی کا لفظ تھا کہ مولوی شریعت کا گیند ہے جب اس سے شرعی مسئلہ دریافت کیا جائے تو اسے شریعت کے حکم کے مطابق ہی جواب دینا چاہئے۔ باقی رہا مجتہد اور امام یا صالحین و انبیاء یا باری تعالی ان کا عقلی مثالیں بیان فرمانا تو ہمارے لئے عین دین ہے۔ یہ اس لئے کہ اسلام ہمہ گیر اور عالمگیر دین ہے۔ اس لئے ہر مکتب فکر کو عاجز بنا کر اپنے احکام کا پابند بنایا ہے اور جب تک اس کے اندر اس قسم کے دلائل اور عقلی مثالیں بیان نہ فرمائی جائیں تو بہت سے دلدادگان عقل اس کی تبلیغ سے محروم رہ جائیں گے۔ مولانا جو یہ آیت شریف لکھائی ہے اس ترجمہ میں بہت افراط سے کام لیا گیا ہے اور آیت شریف کا جو مطلب بیان کیا گیا ہے وہ آیت کے کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا مثال کے طور پر مددگار، ناصر، مختار کل، اس قسم کے الفاظ ترجمہ میں لکھوانا بتاؤ قرآن مجید کے کونسے لفظ کا ترجمہ ہیں۔ پھر مولانا کو یہ بھی پتہ نہ چلا کہ اگر کچھ حصہ آیت کا ذکر کر دیا جائے اور باقی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو **الخ** نہیں لکھا جاتا

بلکہ الآیہ لکھا جاتا ہے (تقدیس الوکیل ص ۴۳۳ مصنفہ غلام دستگیر قصوری لکھتے ہیں فی شرح تفسیر قوله ولو شئنا لاتينا كل نفس هدها الخ یہاں پر الآیہ نہیں لکھا مزید تفصیل کی گنجائش نہیں) اس میں مخاصم کے ساتھ میرا کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی شرعی حکم کو عقلی دلیل سے سمجھنا چاہے تو اس کو عقل کے ساتھ دلیل گھڑ کے سمجھا دینا یہ بھی مولوی کے فرائض میں داخل ہے ۔

مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب نے مولوی احمد رضا خان کے ترجمہ اور مفتی نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر والا قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی کھولا اور ہاتھ میں لیکر دوبارہ آیت کریمہ پڑھی اور لفظ بلفظ وہی ترجمہ پڑھ ڈالا جو چھپا ہوا تھا پھر مولوی اللہ بخش سے پوچھا کہ اب بتلائے یہ صحیح ہے یا کہ نہیں۔ (بلکہ مولوی اللہ بخش نے مجبوراً لکھ دیا کہ یہ تفسیر غلط ہے مجھے ہی نہیں بلکہ بریلویوں کو اس پر اعتراض ہے اگرچہ تاج کمپنی نے دوبارہ اغلاط نامہ شائع کرنے کے بعد طبع دوم کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے مولانا رحمانی نے اغلاط نامہ بھی پیش کیا اور طبع دوم کا قرآن مجید سامنے رکھ دیا۔ اب تو بڑے سٹپٹائے دم بخود ہو گئے زمین نے جگہ نہ دی کہ اس میں گھس جائیں) اور میرے مطلب کی ترجمانی کر رہا ہے یا کہ نہیں؟ اب مولوی اللہ بخش صاحب پانی پانی کر رہے تھے۔ بار بار رومال سے پسینہ پونچھتے ہیں۔ راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں لیکن مولانا رحمانی اٹھنے نہیں دیتے کہ پہلے حق و باطل کا فیصلہ ہوگا۔ پھر مولانا رحمانی نے عوام کو کھڑے ہو کر خطاب کیا کہ آج تمہارے دوکوٹہ میں فیصلہ کئے بغیر جو مناظر بھاگنا چاہے اسے ہر طرح سے مجبور کر کے بٹھا دو تا کہ تم ہمیشہ کیلئے آپس میں نہ لڑتے رہو اور شکمی ملا اپنے ہتھکنڈوں سے تمہارا مال و متاع ہضم نہ کر جائے ۔ پھر مولانا رحمانی نے بھپرے ہوئے شیر کی طرح گرج کر فرمایا کہ دوکوٹے والو! سن لو میں پکا لوہے کی لٹھ جیسا دیوبندی ہوں اور تمہیں بتلا کر جاؤں گا کہ علماء دیوبند صحیح اہل السنۃ والجماعۃ مسلمان ہیں۔ اگرچہ میں علمائے دیوبند کا خادم ہوں طالب علم بھی ہوں لیکن مولوی اللہ بخش صاحب کے ساتھ جب تک کہو مناظرہ کیلئے بیٹھا ہوں انشاء اللہ کئی سال تک اسے پڑھا سکتا ہوں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے ہم خدا کو وحدہ لاشریک معبود مسجود و خالق مالک رازق مانتے تمام قرآن پر ہمارا یقین ہے امام الانبیاء ﷺ کو تمام مخلوق سے اعلیٰ و افضل تمام انبیاء کا سردار خاتم النبیین شفیع المذنبین راحت العاشقین مراد المشتاقین رحمۃ للعالمین مانتے ہیں تمام احادیث نبویہ ہمارے لئے قابل حجت ہیں سنئے پہلے تو مولوی اللہ بخش صاحب نے ایک بیان میں کہا کہ عقلی دلائل بیان کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے پھر دوسرے بیان میں خود ہی فرما رہے ہیں کہ عقلی دلیل گھڑ کے سمجھا دینا یہ بھی مولوی کے فرائض میں داخل ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اب مولوی اللہ بخش کہتا ہے کہ جمعہ کا ٹائم ہو گیا ہے میری جان چھوڑ یئے جانے دیجئے مولانا رحمانی نے فرمایا کہ یا تو لکھ دیجئے کہ ہم جھوٹے اور آپ سچے ہیں۔ یا یہ لکھ دیجئے کہ جمعہ کے بعد پھر مناظرہ ہوگا۔ ورنہ تو میں تمہیں یہاں سے ہلنے نہ دوں گا۔ بقول آپ کے اگر ہم مسلمان نہیں تو پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ پہلے مجھے مسلمان بنا لیجئے یا خود مسلمان بن جائے اور پھر اکھٹے چل کر جمعہ ادا کر لیتے ہیں۔ آخر میں بھی مسلمان ہوں میں نے بھی جمعہ پڑھنا ہے۔ بصورت دیگر خان محمد عاشق خان صاحب بحثیت صدر ہونے کے فیصلہ فرمائیں اور آپ کو اجازت دے دیں تو آپ کی جان چھوٹ سکتی ہے مگر پہلے مجھے چند منٹ ان لوگوں سے خطاب کرنا اور مسئلہ سمجھانا ہے جو مناظرہ شروع ہونے کے کچھ دیر بعد مقام مناظرہ پر حاضر ہوئے ہیں۔ اب مولانا رحمانی نے مشکوۃ شریف ص ۳۰ اٹھائی اور کھڑے ہو کر چیلنج کیا کہ اگر مولوی اللہ بخش صاحب میں ہمت ہے تو میں حدیث پڑھتا اور ترجمہ کرتا ہوں صرفی نحوی غلطی نکالیں اعتراض کریں جیسے ان کا جی چاہے تسلی کریں پھر یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں سمجھانے والا کوئی نہیں تھا۔

معزز سامعین! مولوی اللہ بخش نے الزام لگایا کہ دیوبندیوں کے نزدیک عقلاً ماں سے زنا جائز ہے۔ سنئے میں پکا دیوبندی ہوں بلاخوف وخطر میں اپنے اکابر کا اس بارے میں مسلک بیان کرتا ہوں ہمارے نزدیک زنا حرام ہے خواہ کسی سے بھی کیوں نہ ہو۔ ایک کافر بے دین نے مولانا تھانویؒ کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ جب میں والدہ کے پیٹ میں تھا تو میرے تمام اجزاء والدہ کے اندر تھے جب میں پیدا ہو گیا تو اب اگر ایک جز اندر چلا جائے تو عقل اس کو جائز سمجھتا ہے مولانا تھانوی نے جواب ارشاد فرمایا کہ عقل کے اندھے اگر عقل کی رو سے بقول تیرے زنا جائز ہے تو پھر گندگی بھی کھالے کیونکہ یہ بھی تو تیرے پیٹ میں تھی باہر آ گئی پھر تھوڑی سی اندر چلی جائے تو تیری عقل جائز سمجھتی ہے جس طرح گندگی کھانا نقلا وعقلا حرام اور نا جائز ہے۔ اسی طرح زنا بھی نقلاً وعقلاً حرام ہے نا جائز ہے۔ مولانا تھانویؒ تو کسی کو سمجھا رہے ہیں جو بقول مولوی اللہ بخش صاحب نے اپنی جہالت لاعلمی اور غلط فہمی سے مولانا تھانویؒ کی طرف منسوب کیا ہے یہ کسی دوسرے بے دین نے

کہا اور مولانا تھانوی نے اس کو عقلا بھی یہ دلیل دی کہ ناجائز وحرام ہے جیسے گندگی جس کو ہر ذی شعور ناپاک وحرام سمجھتا ہے۔اس کے بعد مولانا رحمانی نے حدیث شریف پڑھنی شروع کی۔

جواب نمبر۲: اگر تعصب کی پٹی نہیں اتری تو پھر لیجئے مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۰ پر حدیث منقول ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قال لیا تین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانية لكان فی امتی من یصنع ذالك و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتين و سبعين ملة و تفرق امتی علی ثلاث و سبعين ملة كلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا عليه و اصحابی رواه الترمذی"

ترجمہ: البتہ ضرور میری امت پر بنی اسرائیل جیسا زمانہ آئے گا جس طرح بنی اسرائیل نے غلط کرتوت کئے تھے بالکل اسی طرح میری امت بھی کرے گی اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی کوئی شخص ایسا کرے گا یعنی ماں کے ساتھ زنا کرے گا تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھی میری امت تہتر فرقوں میں ہوں گے اور صرف ایک جنتی ہوگا صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میری اطاعت واتباع کرے گا اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا۔اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔

مولوی صاحب! بولئے کیا یہاں پر نعوذ باللہ من ذلک نبی علیہ السلام نے ''زناء'' کی اجازت دی ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس حدیث سے سمجھایا کہ تم میری امت کہلوانے والو! ایسے غلط کام نہ کرنا۔جس طرح دوسرے مقامات پر زناء کی حرمت نبی علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے اسی طرح قرآن وسنت کے مطابق دوسری کتب میں مولانا تھانویؒ نے بھی زناء کو حرام لکھا ہے اور زناء کی حد بھی بتائی ہے۔البتہ آپ نے جس طرح اعتراض کیا ہے اسی طرح پہلے بھی کہنے والوں نے کہا تھا: اما الذین کفروا فیقولون ماذا ارادالله بهذا مثلا کافر بولے خداتعالی کا کیا ارادہ ہے ایسی مثالیں بیان کرتا ہے۔چونکہ اس سے پہلے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ان الله لا يستحی ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها تحقیق اللہ تعالی نہیں شرماتا اس بات سے کہ مچھر کی مثال بیان فرمالیں یا اس سے کچھ بڑی تو کافروں نے یہی جواب دیا تھا جو مذکور ہو چکا ہے۔اب مسلمان

اور مومن کا جواب بھی سن لیجئے انہوں نے کہافاما الذین امنوا فیلعمون انه الحق من ربھم ایمان والوں نے کہا کہ جو کچھ خداوند قدوس نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور سچ ہے۔
اب تو مولوی اللہ بخش بے حد پریشان تھے کہ کب اور کیسے جان چھوٹے آخر صدر مناظرہ سے التجاء کی تو خان عاشق محمد خان صاحب نے کھڑے ہوکر فیصلہ سنایا۔

منصف مزاج وذی شعور شخص کے تاثرات

محترم جناب مولانا محمد یوسف صاحب رحمانی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپ سے بہت مختصر ملاقات ہوئی اور آپ سے کسی دم انس پیدا ہوگئی۔ایک مجھ جیسے جاہل محض کا یہ دعوی ہے تو فضول مگر شاید یہ آپ کے فاتح ہونے کی وجہ تھی۔خیر بندہ آپ کی دعاؤں کا خواستگار ہےاور زیادہ سے زیادہ اداب بجالاتا ہے۔والسلام ۷/ ۸/ ۶۹
ظہور حسین (صاحب) سابق ٹیچر مڈل اسکول دوکوٹہ (ضلع ملتان)

خان عاشق محمد خانصاحب کا بیان

لوگو! مولوی اللہ بخش صاحب بریلوی نے جو کچھ کہا ہے غلط ہے بلکہ مولانا تھانوی کی اردو عبارت ہی نہیں سمجھ سکے۔اور مولانا......محمد یوسف صاحب رحمانی دیوبندی نے جو کچھ فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔یہ سنتے ہی نعرہ تکبیر کی صدا بلند ہوگئی بریلویت ماتم کناں تھی۔مولانا رحمانی شان وشوکت سے لوگوں کے آگے آگے چل رہے تھے مڈل اسکول میں نماز جمعہ ادا کی جہاں پر کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور حق کی داد دی۔

قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

خدا تعالی ہر شخص کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔حق کے سامنے باطل ہمیشہ یوں ہی رفو چکر ہوجاتا ہے۔

نام نہاد رضائے مصطفیٰ پر ایک نظر

قسط اول

حافظ صبغت اللہ مجذوب

مولوی ابوداؤد رضاخانی کا رسالہ جو شرک و بدعت کی ترویج کی وجہ سے حقیقت میں رضائے شیطان کہلائے جانے کا حقدار ہے، میں آئے دن اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف کذب بیانی، الزامی تراشی اور منفی پروپگینڈا کر کے علمائے ربانیین کو بدنام کرنے کی سعی مذموم کی جارہی ہے۔ یہ سلسلہ بجائے کم ہونے کے بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔ لہٰذا اس دشنام طراز ٹولے کو لگام دینے کیلئے یہ سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں نام نہاد رضائے مصطفیٰ کی الزام تراشیوں کا مختصر انداز میں علمی محاسبہ کیا جائے گا۔ شمارہ نمبر۲ ج ۵۶ ربیع الاخر۱۴۵۳ فروری۲۰۱۴ پر تبصرہ حاضر ہے

(۱)۔ص۲۰ پر عنوان ہے: ''بارگاہ غوثیہ میں اکابر اولیائے کرام کا منظوم ہدیہ عقیدت'' اس عنوان کے تحت ص۲۱ پر ''حاجی امداداللہ مہاجر مکی'' لکھ کر ان کے اشعار بھی دئے گئے ہیں گویا قطب وقت حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو رضاخانیوں نے ''اکابر اولیاء'' میں تسلیم کرلیا ہے۔
اور مولوی فیض احمد اویسی رضاخانی لکھتا ہے:
''یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں حاجی صاحب دیوبند کی تمام مشینری بلکہ اس مشینری کے بڑے بڑے انجینئر کے مرشد ہیں بلکہ یوں سمجھ لیجئے دارالعلوم دیوبند کے بانیوں سے لیکر تاحال متعلقین کے پیر اور پیران پیر ہیں''۔ (انعام اللہ فی عقائد حاجی امداداللہ۔ص:۵)
اب سوال یہ ہے کہ دیوبندی اور بانیان دارالعلوم دیوبند رضاخانی بدعتی مشینری کے ہاں معاذ اللہ دنیا کے سب سے بڑے گستاخ کافر منکر شان رسالت ﷺ ہیں اب ایسے لوگوں کو حاجی صاحب نے بیعت کر کے اور ان کو خلافت عطاء کر کے کیا خود کفر کا ارتکاب نہیں کیا؟ معاذ اللہ۔ خود اسی شمارے کے ص۱۸ پر لکھا ہے کہ اللہ کے نیک لوگ دنیا و آخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کر لیتے ہیں آسمان و زمین کی ملکوت کے غیبوں کا مطالعہ کرتے ہیں (ملخصا)
اب سب کچھ جاننے کے باوجود بھی دیوبندیوں کو بیعت کرنا اور خلافت دینا اس بات کی کھلی دلیل

ہے کہ حاجی صاحب ان اکابرامت کو مسلمان اللہ کے کامل اولیاء اللہ مانتے تھے بصورت دیگر بغیر اسلام کی دعوت دئے ارتداد وکفر سے توبہ کروائے بنا ان کو بیعت کرنا اور خلافت دینے سے کیا حاجی صاحب معاذ اللہ خود کافر نہ ہوئے اور رضائے مصطفیٰ والے ان کو ولی مان کر کیا خود مرتد نہ ہوگئے؟

(۲)۔ حسن رعلی رضوی میلسی لکھتا ہے:

''بعض جہلاء دیوبند حضور غوث اعظم کے قدم مبارک کی اس فضیلت وعظمت کا انکار کرتے ہیں'۔ (ص:۱۵)

جواب: کونسی دیوبندی انکار کرتے ہیں؟ ہمارے علم میں تو نہیں مگر آپ کے مسلک کے جید عالم مولوی احمد بصیر پوری نے اس عظمت کا انکار کرنے کیلئے پوری کتاب ''حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ''، لکھی جس پر مناظرہ جھنگ کے شکست خوردہ اشرف سرگودھوی کی تقریظ ثبت ہے اس میں پیران پیر کی جو گستاخیاں کی گئی ہیں اس کی پوری لسٹ پیر نصیر نے لطمۃ الغیب ص: ح سے ص: ی تک ۹ صفحات پر دی ہیں جو کل ۵۷ گستاخیاں بنتی ہیں۔ اگر ذرا بھی انصاف ودیانت کا مادہ ہے اور رتی برابر شرم وحیاء ہے تو بلاوجہ دیوبندیوں کو بدنام کرنے کے بجائے اپنے ان علماء واکابر کے چہروں کو اپنے کذاب قلم کی سیاہی سے کالا کرو۔

(۳)۔ اسی قدمی علی رقبۃ کل ولی کے بارے میں ایک اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ عرف عام میں حضرات صحابہ کرام وآئمہ اہل بیت اور حضرت امام مہدی کو ولی نہیں کہا جاتا (ص ۱۵)

جواب: ہم بھی کہتے ہیں کہ عرف عام میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو چھوٹی بڑی مخلوق اور ذلیل نہیں کہا جاتا معاذ اللہ لہٰذا تقویۃ الایمان کی مجمل عبارت میں ذلیل کے لفظ کو تمہاری طرف سے انبیاء واولیاء کی طرف منسوب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارے عرف عام میں انبیاء علیہم السلام واولیاء کو معاذ اللہ ذلیل کہا جاتا ہے بلکہ احمد رضا تو بانگ دہل کہتا بھی تھا۔

(۴)۔ ص:۲۰ پر لکھا: سبحان اللہ! سیدہ آمنہ مقدسہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لال (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا شان ہے کہ جس کا میلاد شریف وتشریف لانے کی خوشی میں ع......سوائے ''ابلیس'' کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں''۔

جواب: معاذ اللہ اس بدبخت خبیث الفطرت مجہول آدمی کے بقول انبیاء وصحابہ سے لیکر ساتویں صدی ہجری تک کے تمام اولیاء، سلف صالحین قطب، ابدال معاذ اللہ ''ابلیس'' تھے کیونکہ انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو یہ مروجہ میلاد نہیں منایا بلکہ رضا خانی مولویوں نے تو صاف اقرار کیا ہے کہ صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم نے میلاد نہیں منایا''۔(انوار ساطعہ ص:۲۶۷،رسائل میلاد محبوب ص۱۱۲، کیا ہم محفل منعقد کریں ص:۲۴،غوث العباد ص:۴۹،۵۰،عاشقوں کی عید ص:۴۲ ، جاء الحق ص۲۴۳،میلاد النبی ص:۱۸وغیرھم)

بلکہ مولوی انوار اللہ حیدر آبادی اور طاہر القادری نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس ماہ میں صحابہ خوشیاں نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا غم مناتے (بشری الکرام مندرجہ میلاد مصطفیٰ ص:۱۸۱،میلاد النبی ص۴۸۲)

ابلیس کے پیروکارو! اگر تم میں رتی برابر غیرت ہے تو ہم تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ جس پیران پیر کی گیارہویں بٹورتے ہو اسی کے حوالے سے ثابت کردو کہ شیخ جیلانیؒ نے کبھی اپنی زندگی میں ۱۲ربیع الاول کو جھنڈیاں لگائی ہوں کیک کاٹا ہو جلوس نکالا ہو جلسہ منعقد کیا ہو تمہارے یہ غلیظ فتوے آخر کن کن اکابر ہستیوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں پھر میں کیوں نہ کہوں:

اے ربیع الاول تو نے کیسا دیا فراق — سرکار دو جہاں دنیا سے جا رہے ہیں
غمگین ہے کون و مکان فلک ہے اشکبار — مگر ''ابلیس'' کے حواری خوشیاں منا رہے ہیں

۵-ص:۸ پر نام نہاد نباض قوم مولوی ابو داود کے مضمون ''اولیاء اللہ کے درجات و مراتب'' کا ابتدائی حصہ مولوی اقتدار گجراتی کی تفسیر سے سرقہ شدہ ہے ملاحظہ ہو:

مولوی ابو داؤد رضا خانی	اقتدار گجراتی
(۱) جس مضمون کے انکار کا احتمال ہو وہاں عربی میں الا یا ان یا ھا وغیرہ حروف تنبیہ لائے جاتے ہیں چونکہ رب تعالی کو علم تھا کہ اولیاء اللہ کے فضائل و کمالات ان کے مراتب و درجات کے بہت سے منکر پیدا ہونے والے ہیں۔ (۲) شیطان کے دوست جنہیں شیاطین یا نفوس امارہ نے منتخب کیا اولیاء الشیاطین ، اولیاء من دون اللہ یا حزبہ الشیاطین (۱) کہلاتے ہیں	(۱) جس مضمون کے منکرین موجود ہو یا آئیندہ پیدا ہونے والے ہوں اسے قرآن مجید میں تاکیدی حروف سے شروع کیا جاتا ہے جیسے قد ،لقد،الا ،ان وغیرہ (تفسیر نعیمی ج۱۱ص۳۸۹) (۲) بعض مردود بندے اولیاءِ شیطان ہیں جنہیں کفار مشرکین اپنا ولی مددگار مانتے ہیں جنہیں قرآن مجید کی اصطلاح میں ولی من دون اللہ کہا جاتا ہے۔

(جاری ہے......)

(۱) اگر یہ کاتب کی غلطی نہیں تو مولوی ابو داود کی جہالت ہے

صرف یا اللہ مدد

فیصلہ مناظرہ کوہاٹ

مارچ 2011ء کو کوہاٹ کے علاقہ شیخان میں اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند اور رضاخانیوں کے مابین "مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ" پر ایک شاندار مناظرہ ہوا جس میں اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی ترجمان مسلک دیوبند مولانا ابوایوب قادری صاحب مدظلہ العالی نے کی اور اہل بدعت کی ترجمانی اعظم جلالی میلادی رضاخانی شاگرد خاص اشرف آصف جلالی رضاخانی نے کی۔ مناظرہ کے ثالث حضرت مولانا غلام مرسلین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے حق میں فیصلہ صادر کیا اور علماء دیوبند کو اس مناظرے کا فاتح قرار دیا۔ الحمد للہ۔ اس فیصلہ کی اصل تحریر کا عکس آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصلہ

آیہ کریمہ مذکورہ سے جشن عید میلاد مراد لینا تشبیہ
بتحریف القرآن ہے اور حدیث مستقل [illegible]
جشن جلوس عید میلاد النبی مراد لینا خباثت لفظی ہے
جو کہ اصل علماء کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا
لہٰذا مذکورہ دلائل شرعیہ جو کہ دیوبند علماء کرام
کی طرف سے دیئے گئے ہیں صحیح ہے اور قرآن
وحدیث فقہ کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا میرا فیصلہ
کہ دیوبندی حضرات مناظرہ میں جیت گئے
اور حق پر ہے جو کہ جشن عید میلاد النبی کو بدعت
کہتے ہیں

ثالث مولانا غلام مرسلین شاہ [illegible] کوہاٹ [illegible] صدر
مناظرہ

10-02-2011